لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ (القرآن)

ترجمان اہل سنت

امام المناظرین شیخ المشائخ

حضرت العلامہ

مولانا دوست محمد صاحب قریشی ہاشمی نوراللہ مرقدہ

متوفی سنہ ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء

ترتیب

پیر طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء حضرت العلامہ مولانا

محمد عمر قریشی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خانقاہ نقشبندیہ ہاشمیہ

کوٹ ادو مظفرگڑھ پنجاب پاکستان

نام کتاب　　سوانح حیات علامہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ

نام مؤلف　　پیر طریقت حضرت علامہ محمد قریشی دامت برکاتہم العالیہ

کمپوزنگ　　محمد بلال قریشی

ناشر　　مدرسہ فرقانیہ دارالمبلغین

اشاعت اول　　ستمبر 2006ء

قیمت　　..................

برائے رابطہ

مدرسہ فرقانیہ دارالمبلغین کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ

فون نمبر 06622,42632/0300,7482632

مولانا محمد مرسلین صاحب ملتان 03007307166

ملنے کا پتہ

عتیق اکیڈمی ملتان۔ المظاہر کتب خانہ کوٹ ادو۔ اسلامی کتب خانہ کوٹ ادو

نفیس بکڈپو ارفع بازار کوٹ ادو

4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4 4

n m n m

فہرست

فہرست

فہرست

ngs\Administrator\Documents\My Pictures\bilalainpage\12.br not found.

عرض مؤلف

قارئین مکرم

زیرنظر تالیف رئیس المناظرین شیخ المشائخ حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات ہے جسے ابتداءً حضرت مولانا محمد عبدالمجید صاحب فاروقی شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید ضلع مظفرگڑھ نے حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی ڈائری، اپنے معلومات اور احباب کی طرف سے مستند معلومات کی روشنی میں مرتب فرمایا تھا۔

جسے بعد میں حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف **کشف الحقیقۃ عن مسائل المعرفۃ والطریقۃ** کے ساتھ شائع بھی کردیا گیا تھا۔

چونکہ اس کی اشاعت انتہائی عجلت میں ہوئی بایں وجہ کافی خوانگی و دیگر حالات زیب قرطاس نہ ہو سکے بندہ نے توکلاً علی اللہ حضرت فاروقی صاحب مدظلہ

کے مسودہ کو سامنے رکھتے ہوئے از سر نو ترتیب وتدوین کا کام شروع کیا جو کہ ہدیہ قارئین ہے۔

مکرم قارئین

قطع نظر اس کے کہ حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی نوراللہ مرقدہ میرے والد گرامی ہیں۔حضرت کی زندگی پر نظر ڈالنے سے محسوس ہوتا ہے کہ رب العزت نے آپ کو ایک ہمہ جہت شخصیت بنایا تھا۔

1 اگر مسند تدریس کو زینت بخشی تو جامع المعقول والمنقول کے صحیح مصداق نظر آئے

2 اگر تصنیف وتالیف کی طرف متوجہ ہوئے تو ڈیڑھ درجن کے قریب مشہور زمانہ کتب میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی صحیح ترجمانی فرمائی۔

3 اگر میدان خطابت میں قدم رکھا تو کراچی سے درہ خیبر تک شہنشاہ خطابت کہلوائے

4 اگر تنظیمی و جماعتی امور کے نگران بنے تو پورے ملک میں تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ کی پہچان وزبان کہلائے۔

5 اگر میدان مناظرہ میں قدم رکھا تو دشمن کے نامور اور مایہ ناز علماء ومناظرین کو (بفضل اللہ تعالیٰ) ایسی ذلت آمیز شکست دی جس کا احباب واغیار نے برملا اعتراف کیا۔

6 اگر بحر حقیقت و معرفت تصوف و طریقت میں غوطہ زن ہوئے تو تو جہات و فیوضات مشائخ نقشبند کا ایسا رنگ چڑھا کہ شیخ نے مسترشد کو مرشد بنا دیا پھر چشم فلک نے کئی بار ایسے مناظر دیکھے کہ نامی گرامی چور، راہزن ،لٹیرے، اللہ اور اللہ کے رسول

کے باغی آپ کے فیض صحبت سے ایسے پارسا بنے کہ راتیں مسجد میں گزرنے لگیں۔

7اگر گھر کی چار دیواری میں تشریف لائے تو والدین کے لئے فرمانبردار فرزند، اولاد کے لئے نہایت شفیق ومربی والد، ازواج کے لئے ہمدرد ومونس شوہر نظر آئے

8اگر اطباء وحکما کی مجلس میں قدم رنجہ فرمایا تو اعلی درجہ کے طبیب حاذق کی حیثیت سے پہچانے گئے۔

9اللہ تعالیٰ نے خوش اخلاقی کی وہ عظیم الشان دولت نصیب فرمائی جس کا زمانہ معترف ہے۔

اگر سچ پوچھتے ہو

تو یقین جانیئے حضرت نے انسان تو انسان کبھی حیوان کو بھی تکلیف نہیں پہنچائی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں رب العزت میری اس ادنیٰ سی کاوش کو منظور و مقبول فرماویں، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرماویں، مجھ گنہگار اور دیگر برادران طریقت متلاشیان تصوف وحقیقت عاملان شریعت وسنت کو صراط مستقیم نصیب فرماویں۔آمین

لیس علی اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحد

محمد عمر قریشی عفی عنہ

F

ذاتی وخوانگی حالات

ولادت باسعادت

آپ مورخہ ۱۵ محرم ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۲۰ء بروز بدھ بوقت صبح صادق بمقام بستی ریخ کلاں علاقہ محمد پور دیوان تحصیل جامپور میں پیدا ہوئے۔

والدین نے اس مولود مسعود کا نام دوست محمد رکھا۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا علی محمدؒ نہایت متواضع منکسر المزاج درویش صفت عالم دین تھے، آپ کی پارسائی وحق گوئی کا ہر ایک شخص معترف تھا، علاقہ میں وعظ ونصیحت کے طور پر بھی آپ سے لوگوں کا کافی ربط رہتا۔

حضرت الشیخ کے جد امجد استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جلیل القدر عالم باعمل اور درس نظامی کے مشہور استاذ تھے۔

تقوی و پرہیز گاری کا یہ عالم کہ آپ نے زندگی بھر اپنے وجود پر غیر محرم عورت کا سایہ نہیں پڑنے دیا۔

فرماتے تھے انکے سایہ میں بھی اتنا اثر ہوتا ہے، جتنا ان کے چہرہ دیکھنے میں ہوتا ہے، شب بیداری زندگی کے آخری لمحات تک معمول رہی۔

آپ کی روحانی نسبت مشائخ نقشبندیہ سے تھی نظر اور توجہات میں بلا کا اثر تھا، بقول حضرت دادی صاحبہ نور اللہ مرقدہا، آپکے دست حق پرست پر درجن سے زائد ہندوؤں نے مذہب اسلام قبول کیا۔

اکابر علماء حق سے تعلق کے سبب توحید خداوندی اس انداز سے بیان فرماتے کہ بت پرست خدا پرست بن جاتے

اس علاقہ کے ہندوؤں نے منظّم تحریک کے ذریعہ اپنے پیروکاروں کو حضرت کے درس و وعظ میں جانے سے روکنے کا فیصلہ کیا۔

آپ کی وفات بعد از نماز فجر درس قرآن مجید سے فراغت کے بعد مصلیٰ پر ہوئی۔ پسماندگان میں ایک صاحبزادہ اور سینکڑوں جید علماء چھوڑے۔

حضرت الشیخ قریشیؒ کی والدہ ماجدہ نے ایک ایسے گھرانے میں جنم لیا اور آنکھ کھولی جہاں شب و روز قال اللہ، و قال الرسول کی روح افزاء آواز گونجتی تھی۔

آپ نے قرآن مجید ناظرہ، فارسی، ترجمہ قرآن مجید اور، کنز الدقائق تک کتب اپنے والد گرامی شیخ العلماء محدث وقت حضرت العلامہ مولانا محمد امان اللہ

صاحبؒ سے پڑھیں، آخر عمر تک پند نامہ کے اشعار فقہی مسائل اور قرآن مجید کا ترجمہ یاد تھا۔

مجھے یاد ہے جب بندہ کو والد گرامی حضرت الشیخ قریشی نور اللہ مرقدہ نے قرآن مجید مکمل پڑھ لینے کے بعد درجہ کتب کا آغاز کرانا چاہا تو اپنی والدہ محترمہ (میری دادی جان) کی خدمت میں پیش فرمایا اور عرض کی امی مجھے بھی ''کریما'' آپ نے پڑھائی تھی اور پوتے کو بھی ابتدائی سبق آپ ہی پڑھائیں۔

آپ نہایت درجہ سنجیدہ خوانگی امور پر نظر رکھنے والی با تدبیر خاتون تھیں، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور قرآن کریم کی تلاوت میں رب العزت نے آپ کو کمال نصیب فرمایا تھا۔

زندگی کے آخری ایام میں فالج ہوا، اور چند روز بعد خالق حقیقی سے جاملیں

نماز جنازہ

آپ کی نماز جنازہ استاذ الحفاظ حضرت الشیخ قاری رحیم الدین صاحبؒ نے پڑھائی۔

حضرت الشیخ قریشیؒ کے نانا محترم شیخ العلماء محدث وقت حضرت العلامہ محمد امان اللہ صاحبؒ، اپنے وقت کے بلند پایہ محدث اور معقولات میں شیخ تھے۔

بے باک موحد خطیب ہونے کے سبب اغیار نے کافی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کیئے، مگر پائے استقامت میں ذرہ برابر تزلزل نہ آیا۔

مدت العمر بلا معاوضہ تدریس فرمائی، اس کار خیر میں انکے چچا زاد حضرت

مولانا سلطان محمودؒ بھی برابر کے شریک رہے۔

علماء وقت کی کثیر تعداد نے آپ سے علمی فیض پایا۔

دیگر کے علاوہ استاذ الکل فی الکل جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا واحد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی آج بھی اہل علم میں مشہور ہے۔(مدرس جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور ضلع رحیم یار خان)

حضرت الشیخ کے حقیقی بھائی

حضرت مولانا فیض محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے شرح ملا جامی تک کتب حضرت الشیخ قریشیؒ سے پڑھیں۔

نہایت درجہ متواضع عبادت گذار اور درویش صفت باکمال انسان تھے۔

دونوں بھائیوں میں باہم کتنا پیار تھا ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے۔گویا ایک جان دو قالب تھے عام طور پر حضرت الشیخؒ کو استاذ کہہ کر ذکر فرماتے، والد کی طرح ادب فرماتے۔

انکی زندگی کا بے مثال طرز عمل جو میرے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو بھائی کے لیے وقف کر دیا تھا۔

چونکہ حضرت الشیخ کے متواتر تبلیغی اسفار ہوتے تو آپ (مولانا فیض محمد صاحبؒ) گھر کی دیکھ بھال آنے والے مہمانان گرامی کی ضیافت و اکرام میں حضرت الشیخ کی کمی محسوس نہ ہونے دیتے۔

اور حضرت الشیخؒ بھی ان کا ہر قسمی معاملات زندگی آسائش و آرام میں ایک

شفیق والد کی طرح خیال رکھتے۔

آپ ضیق النفس کے مریض تھے، بایں وجہ حضرت عموماً ان کی صحت کے معاملہ میں متفکر رہتے، بروز جمعۃ المبارک بوقت نماز جمعہ ۱۹۷۳ء میں داعی اجل کو لبیک کہی۔

انکی وفات کا حضرت قریشیؒ پر بہت زیادہ اثر پڑا۔اکثر فرمایا کرتے مولوی فیض محمد کے جانے سے میرا بازو ٹوٹ گیا نماز جنازہ حضرت الشیخؒ نے خود پڑھائی۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادی چار صاحبزادے چھوڑے۔

مولانا فیض محمد صاحب قریشیؒ کی اولاد

① قاری محمد صدیق صاحب سلمہ ربہ

بہترین مدرس قاری قرآن ہیں خوش الحانی کی نعمت سے مالا مال ہیں۔اس وقت ملتان گورنمنٹ ہائی سکول نصرت الاسلام میں مدرس ہیں،اور تھانہ جلیل آباد کے بالمقابل جامع مسجد غفوریہ میں خطیب وامام وتدریس کے فرائض باحسن انداز سنبھالے ہوئے ہیں راقم الحروف کے بہنوئی ہیں۔

اللہ رب العزت نے چار صاحبزادیاں ایک صاحبزادہ عطا فرمایا ہے۔بڑی صاحبزادی فوت ہوگئی باقی حیات ہیں

انکے صاحبزادہ مولانا حکیم محمد طاہر صاحب قریشی کے گھر راقم الحروف (محمد عمر قریشی) کی بڑی صاحبزادی ہے بحمد اللہ صاحب اولاد ہیں۔

❷ مولوی محمد عثمان صاحب قریشی سلمہ ربہ

خوش الحان قاری ہیں، شرح ملا جامی تک کتب پڑھیں، کافی عرصہ تک دفتر وفاق المدارس ملتان میں کام کیا، خداداد صلاحیت کے سبب قلیل عرصہ میں کمپیوٹر کورس مکمل کرنے کے بعد ملتان میں ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہیں۔

نماز و دعا میں خشوع خضوع قابل داد ہے۔

ان کے گھر بھی میری ہمشیرہ ہے۔ یہ بھی بحمد اللہ صاحب اولاد ہیں، دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں ہیں۔

❸ مولوی محمد علی صاحب قریشی سلمہ ربہ

مستند عالم ہیں کافی عرصہ درس نظامی کی تدریس فرمائی، اس وقت ملتان میں تدریس کے علاوہ دعوت و تبلیغ کے کام سے جڑے ہوئے ہیں، اور بہترین خطیب ہیں ان کی شادی اپنے ننھیال ہوئی یہ بھی صاحب اولاد ہیں۔

❹ قاری محمد زبیر صاحب قریشی

قرآن کریم کے حافظ وقاری ہیں، ملتان دینی ادارہ میں تحفیظ کے شعبہ کے ذمہ دار ہیں۔

❺ صاحبزادی

ان سے ایک صاحبزادی اور تین صاحبزادے ہیں، ان کی شادی علاقہ چنی گوٹھ میں ہوئی تقریباً ۱۹۷۸ھ میں وفات پاگئیں۔

نہایت پارسا خاتون تھیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماویں :

آمین ثم آمین

انکی (مولانا فیض محمد صاحب قریشیؒ) اہلیہ محترمہ کا بھی انتقال ہو چکا ہے نیک سیرت خاتون ان تمام صفات سے متصف تھیں جو ایک باعزت نیک خاتون میں ہونی چاہیئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شیخ المشائخ حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ

حلیہ مبارک

درمیانہ قد (مائل بطول) بارعب گول چہرہ ، موٹی آنکھیں ان پر دارز پلکیں ، فراخ پیشانی ، موٹے اور گھنے بھنویں ، متناسب اعضاء ، مضبوط جسم ، سینہ تک بھرنے والی ڈاڑھی زیرلب کچھ سفید بال ، اکثر سر مبارک پر دستار باندھتے ، کبھی کبھی عربی رومال بھی استعمال فرماتے تھے ۔

تعلیم وتعلم

آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ مکمل فرمایا ، بعدازاں مقامی سکول میں اردو تعلیم حاصل کرنا شروع کی چھ جماعتیں پڑھنے کے بعد دینی کتب پڑھنا شروع فرمایا ، فارسی ، اپنی والدہ محترمہ سے پڑھی ۔

پھر محمد پور دیوان شہر میں واقع جامع مسجد میں حضرت مولانا شیر محمد صاحبؒ

کے پاس صرف پڑھی۔

آپ ماشاء اللہ فن صرف میں نہایت اعلی شہرت کے حامل تھے، پھر مزید صرفی معلومات کے سلسلہ میں امام الصرف والنحو حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر خوب استفادہ کیا

شفقت مادری اور والد کی دعا

جب آپ نے ڈیرہ غازی خان کی تیاری فرمائی، تاکہ حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحبؒ کی خدمت میں تحصیل علم کیا جائے تو حضرت کی والدہ محترمہ رونے لگیں کہ میرا بیٹا اتنا دور کیسے رہے گا؟ کیسا نظام ہوگا؟ کیسا طعام وقیام ہوگا؟

تو حضرت قریشیؒ کے والد گرامی حضرت مولانا علی محمد صاحب قریشیؒ نے فرمایا کیوں روتی ہوایک دن ہوگا یہی تیرا بیٹا بڑے بڑے اجتماعات میں اللہ کا قرآن اور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنائیگا اور یہی تیرا بیٹا ہماری قبر ٹھنڈی کرنے کا سبب بنے گا۔ سچ ہے

ع عارف ہرچہ گوید دیدہ گوید۔

(اللہ تعالیٰ نے وہ مبارک دن والدین کو آنکھوں سے دکھائے) نحو کے اسباق اپنے والد گرامی (مولانا علی محمد قریشیؒ) مرحوم کے چچا شیخ العلماء حضرت مولانا غلام محمد صاحب قریشیؒ سے پڑھے۔

آپکی فن نحو میں اتنی شہرت تھی کہ علماء وعوام میں آپ نحوی مولوی کے نام سے مشہور تھے۔

جلالین شریف تک دیگر اسباق کی تعلیم

جلالین شریف تک دیگر اسباق کی تعلیم اپنے وقت کے مشہور و معروف استاذ حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے حاصل کی، چونکہ مولانا محمد حیات صاحبؒ حضرت الشیخ کے دادا اور نانا صاحب دونوں کے شاگرد تھے، اس لئے انہوں نے کمال شفقت سے اپنے علوم کو منتقل کرنے میں کسی قسم کی غفلت نہ کی، بلکہ علمی امانت واپس کرنے کی دیانتدارانہ سعی فرمائی۔

علوم آلیہ

علوم آلیہ کی تعلیم کے لئے مشہور زمانہ منطقی و فلسفی ماہر استاذ فضیلۃ الشیخ حضرت الاستاذ مولانا واحد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوٹ مٹھن حاضری ہوئی۔

استاذ محترم تدریس کے معاملہ میں مجتہدانہ شان کے مالک تھے، اور شیخ قریشیؒ کی خوش قسمتی کہ یہ بھی حضرت کے نانا استاذ العلماء مولانا امان اللہ صاحب قریشیؒ کے شاگرد رشید تھے، بایں وجہ یہاں بھی کمال شفقت سے حضرت الاستاذ نے شیخ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی۔

سماحۃ الشیخ حضرت گمانویؒ کی خدمت حاضری

حضرت گمانویؒ آیۃ من آیات اللہ محدث العصر حضرت العلامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہ کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے۔

آپ حقیقی معنوں میں جامع المعقول والمنقول تھے ،فقہ سیدنا امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ کی تائید میں گویا طحاوی وقت تھے۔

آپ اپنے زمانہ میں مرجع العلماء تھے،علوم ظاہری میں رازی دوراں تھے تو علوم باطنی میں غزالی وقت تھے۔سہل انداز تفہیم کے سبب شہرۂ آفاق تھے

باوجود کمال فی العلم والفضل کے طبیعت میں حد درجہ سادگی تھی، ناواقف آدمی کمال علم تو اپنے مقام پر آپ کو عام عالم بھی تصور نہ کرسکتا تھا،طلباء کی روٹی سالن خودسر پر اٹھا کر لاتے ،لفظ فقیر تقیہ کلام تھا۔

راقم الحروف جب حضرت مفتی اعظم مفتی ولی حسن صاحب ٹونکی نور اللہ مرقدہ کی خدمت جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں دورہ حدیث کے اسباق پڑھتا تھا تو مفتی صاحب نے دوران سبق واقعہ سنایا کہ

ایک مرتبہ میں نے استفتاء کا جواب لکھ کر حضرت بنوریؒ کوسنوایا اور آپ نے تصویب فرمائی تو اس وقت ایک سادہ سا آدمی جو بظاہر دیہاتی کسان نظر آتا تھا، حضرت بنوریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا،اس نے کہا جواب درست نہیں۔

میں نے تیز انداز میں اسے ٹوکا فوراً حضرت بنوریؒ نے مجھے فرمایا نہیں نہیں حضرت کی رائے معلوم کرو، ہمارے شیخ کشمیریؒ کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں اور فقہ وحدیث میں نہایت درجہ ماہر عالم ہیں۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ انکی ہیئت دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی میں نے حسب الارشاد پوچھا حضرت آپ فرمائیں،تو آپ نے شامی کی ایک جلد کا

فرمایا وہ اٹھالاؤ دارالافتاء سے کتاب لائی گئی۔

یہ حضرت گمانویؒ کی کرامت کہ جب حضرت نے کتاب کھولی تو وہی صفحہ سامنے آیا، پھر فرمایا فقیرو یہ مقام دیکھ لو۔

حضرت مفتیؒ صاحب فرماتے ہیں واقعی ہماری رائے درست نہ تھی۔

مولانا بنوریؒ کے آنسو اتر آئے اور فرمانے لگے میں نہیں کہتا تھا حضرت سے پوچھو۔ بہرحال حضرت گمانویؒ خاصان خدا میں سے تھے۔

حضرت قریشیؒ کی مزید خوش قسمتی کہ حضرت گمانویؒ کے ساتھ استاذ العلماء آیۃ الخیر حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ تھل حمزہ والے وہ بھی وہیں استاذ تھے، ان سے بھی شرف تلمذ نصیب ہوا (مولانا خیر محمد صاحبؒ وکیل احناف علامۃ الزمان فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد مکی حجازی مدظلہ استاذ حرم مکی مکہ مکرمہ کے والد گرامی تھے)

حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کے مزاج میں جلال تھا، نہایت ذکی اور فصیح اللسان تھے، عمومی حالات میں شاہانہ مزاج کے مالک تھے، مگر بایں ہمہ طلباء سے شفقت اور مہربانی بھی انتہاء درجہ کی تھی، حدیث وتفسیر کے ساتھ خصوصی لگاؤ تھا۔

زندگی کے آخری ایام مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا ہزاروں علماء نے استفادہ فرمایا وہیں انتقال ہوا اور دفن کی جگہ پائی۔

آج بھی مدینۃ الرسول ﷺ میں رباط مکی اور مکہ مکرمہ میں حضرت مکی صاحب زید مجدہ کی شکل میں فیض جاری وساری ہے۔

حضرت قریشیؒ نے دو سال تک ان اکابر سے خوب علمی پیاس بجھائی۔

امام الاولیاء مفسر قرآن تاجدار سلسلہ نقشبندیہ

حضرت العلامہ مولانا حسین علیؒ کی خدمت حاضری

ریاست بہاول پور سے تحصیل علم کے بعد دل میں مرکز رشد گہوارہ علم وعمل دارالعلوم دیوبند شریف کی طرف جانے کا ارادہ ہوا۔

آپ نے سفر شروع کیا راستہ میں واں بھچراں علاقہ میانوالی امام الموحدین والمفسرین حضرت مولانا حسین علیؒ کی خدمت ایک دن کے لئے بغرض زیارت ٹھہر گئے۔

حضرت شیخ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے حکم فرمایا، جاؤ قرآن کریم اٹھا کر لے آؤ۔

حضرت قریشیؒ صاحب فرماتے ہیں میں حسب الحکم حاضر خدمت ہوا قدرۃً سورۃ جن ۲۹ واں پارہ کھلا تو حضرت نے اسی کی تفسیر ارشاد فرمائی۔

حضرت قریشیؒ صاحب فرماتے ہیں چہرہ اور آواز میں نہایت رعب تھا، مزاج سادہ تھا، فیوضات وبرکات کا یہ عالم کہ آپ جس وقت انگلی مبارک قرآن کریم پر رکھتے تو انگلیوں سے علم وعرفان کے فوارے پھوٹتے ہوئے نظر آتے تھے۔

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا حسین علیؒ

محتاج تعارف نہیں

۱۳۰۲ھ میں آپ حدیث شریف پڑھنے کے لئے، قطب الارشاد حضرت

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت حاضر ہوئے ۔ بخاری، مسلم، ترمذی، اور ابوداؤد، سبقاً پڑھ کر سند حاصل کی۔

بعد ازاں قطب الاقطاب عارف باللہ سیدی وسندی الحاج حضرت مولانا حافظ محمد عثمان صاحب دامانیؒ کی خدمت میں بمقام موسی زئی شریف تحصیل وضلع ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد پاکستان میں حاضر ہوکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق سلوک طے فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے مقام رفیع سے نوازا، اور شیخ نے اجازت مرحمت فرمائی، پھر وہیں ایک عرصہ تک پڑھاتے رہے چنانچہ سراج السالکین، واقف اسرار معرفت کاشف رموزات حقیقت، حضرت سیدی وسندی خواجہ حافظ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ سے شرف تلمذ پایا۔

بقول شیخ التفسیر عارف باللہ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا حسین علیؒ کاملین میں سے تھے۔ آپ قرآن کے عاشق تھے اور توحید ان کا حال تھا۔ آپ کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کی زیارت نصیب ہوئی۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

آجکل بعض احباب نے آپ کی شخصیت کو متنازعہ بنادیا ہے ورنہ آپ کی تصنیف، تحریرات حدیث پڑھنے سے کافی حد تک الجھنیں ختم ہوجاتی ہیں۔

مولانا حسین علیؒ کشف قبور کے قائل تھے

چنانچہ بلغة الحیران کے مقدمہ صفحہ نمبر ۸ پر مبشرات کے عنوان کے تحت

مرقوم ہے۔

وقعدت عند مزار الامام الربانی فقال لی فی المکاشفة بیان مسئلة التوحید اعلی درجة عن السلوك۔

تو صاف ظاہر ہے آپ اسی مٹی والی قبر کے پاس ہی بیٹھے ہونگے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ ہیں، اس کے گیارھویں، بارھویں، تیرھویں، اور چودھویں، سبق میں باقاعدہ نیت ہی یہ کی جاتی ہے کہ فیض آ رہا ہے حضرت ﷺ کے لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفی، سے بواسطہ پیران عظام میرے لطیفہ قلب، سر خفی، اخفی، میں۔

بلکہ تحفہ ابراہیم صفحہ ۱۳۶ پر شیخ رقمطراز ہیں کہ

پس بظن غالب داند کہ فیض باری تعالی کہ برسرور کائنات ﷺ وبر دیگر پیشوایان من مولائے کردہ است بتوسل ایشان برمن فائض است

پس بظن غالب جانے کہ فیض خدا تعالیٰ کا حضور علیہ السلام کے لطائف اور میرے دیگر پیروں پر ہو رہا ہے ان کے وسیلے سے وہی فیض میرے اوپر ہو رہا ہے

(بحوالہ کشف الحقیقت)

ان عبارات سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضرت الشیخ مولانا حسین علیؒ اکابر علماء دیوبند ہی کے پیرو تھے۔

دارالعلوم دیوبند شریف میں حاضری

حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم دیوبند میں دو ہفتہ قیام فرمایا اور

حضرت شیخ العرب والعجم امام المجاہدین حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بخاری شریف کے اسباق پڑھے، ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے بعد آپ ۱۳۵۸ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل بمبئی تشریف لئے گئے، کیونکہ ان دنوں اس وقت کے تمام نامور اساتذہ ادھر منتقل ہو چکے تھے۔

آپ کے اساتذہ میں

- ......فاضل اجل حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہیؒ۔
- ......شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
- ......محدث کبیر حضرت الشیخ محمد یوسف بنوریؒ۔
- ......استاذ الکل حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ۔
- ......مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ۔
- ......شمس العلماء علامہ شمس الحق افغانیؒ۔

جیسے جید علماء واساتذہ کرام کا ہونا قابل صد افتخار ہے دیوبند وڈابھیل کے حسین امتزاج کے سبب اگر حضرت قریشیؒ کو مرج البحرین کا مظہر کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔

علو سند

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن امروہیؒ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں، بایں وجہ حضرت قریشی اور حضرت نانوتوی کے درمیان ایک واسطہ ہوا۔

حضرت امروہیؒ باوجود کبرسن کے فکر قاسمی تلامذہ کے اذہان میں منتقل کرنے میں بے مثال تھے۔

نیک دل خاتون کا ایثار

حضرت قریشیؒ عموماً یہ واقعہ بیان فرماتے تھے، کہ جب میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بغرض داخلہ حاضر ہوا، تو منتظمین نے فرمایا تعلیمی داخلہ تو مل جائے گا مگر رہائشی داخلہ نہیں مل سکتا، کیونکہ تعداد کافی ہو چکی ہے۔

حضرت قریشی صاحبؒ فرماتے ہیں میں بڑا پریشان ہوا کہ کہاں ضلع ڈیرہ غازیخان اور کہاں بمبئی کا علاقہ ڈابھیل، بہرحال اسی پریشانی کے عالم میں بعد نماز عصر مسجد کے باہر بیٹھ گیا، طلباء سیر وتفریح کے لئے جامعہ سے باہر نکل گئے۔

تو ایک بوڑھی خاتون میرے قریب آئی اور کہنے لگی بیٹا شکل وشباہت سے تو کسی اچھے خاندان کا محسوس ہوتا ہے، مگر پریشان بیٹھا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟

میں نے واقعہ سنایا تو کہنے لگی بیٹا میں بھی ایک غریب خاتون ہوں، لوگوں کے گھروں میں کام کاج کر کے گذراوقات کرتی ہوں، مجھے دو روٹیاں صبح ملتی ہیں اور دو روٹیاں شام ملتی ہیں، آپ واپس نہ جائیں اللہ کے دین کی تعلیم حاصل کریں انشاء اللہ تعالیٰ صبح وشام ایک روٹی میں کھاؤں گی ایک آپ کو دے دوں گی آپ بے فکر ہو کر تعلیم حاصل کریں۔

حضرت فرماتے تھے اللہ تعالیٰ بھلا کرے اُس امی کا، وقت سے پہلے روٹی پہنچا دیا کرتی تھی، میں نے پورا سال صبح شام اس ایک روٹی پر گذارہ کیا، دین کی تعلیم

حاصل کی۔

آج پورے ملک میں تبلیغ وتحریر کے ذریعہ توحید ورسالت کا پرچار کررہا ہوں۔اصحاب رسول کی عظمت وشان بیان کررہا ہوں۔مسلک حقہ اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی کررہا ہوں۔میرا ایمان ہے جہاں اس کا ثواب میرے سگے ماں باپ کو پہنچ رہا ہے، وہاں اس بوڑھی امی کو بھی ضرور پہنچ رہا ہے۔

جب آپ (حضرت قریشیؒ) حج بیت اللہ کے لئے حجاز مقدس تشریف لے گئے

فرماتے ہیں میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے بعد مسجد نبوی ﷺ کے کونے میں سو گیا۔

خواب میں کیا دیکھتا ہوں وہی بوڑھی امی اعلی لباس میں ملبوس حد درجہ ہشاش بشاش چہرہ۔میرے سامنے آتی ہے میں نے سلام کیا اور پوچھا سناؤ آخرت میں کیا بنا۔

مسکرا کے کہنے لگی بیٹا وہی ایک روٹی کام آ گئی۔جب مجھے اللہ رب العزت کے حضور پیش کیا گیا تو حکم ہوا اس نے میرے دین کے طالب علم کی قدر کی تھی آج ہم اس کی قدر کرتے ہیں، اور جنت عطا کرتے ہیں۔

اساتذہ سے بے مثال تعلق

زمانہ ڈابھیل میں ایک مرتبہ فضیلۃ الشیخ حضرت الاستاذ مولانا محمد یوسف

بنوریؒ بیمار ہو گئے، تو والد صاحبؒ فرماتے تھے رات تہجد کے ٹائم میں سر بسجود ہو کر دعا کرر ہا تھا، کہ یا اللہ میرے استاد کو شفا عطا فرما، اور زبان پر اسی جملے کا تکرار تھا۔

اچانک کسی نے میرے سر پر نہایت مشفقانہ انداز میں ہاتھ رکھا اور کہا بیٹا تیری دعا منظور ہوگئی ہے۔

حضرت فرماتے تھے میں کیا دیکھتا ہوں خود استاذ محترم حضرت بنوریؒ ہیں ، پھر نہایت ہی شفقت سے مجھے گود میں لیا اور دعاؤں سے نوازا، اور فرمایا بیٹا اللہ تعالی آپ کو ایک درخشندہ ستارہ بنائیں گے۔

قارئین کرام

خود اندازہ فرمائیں اس وقت شیخ کے دل مبارک سے کتنی دعائیں نکلی ہونگی اپنے اس تلمیذ رشید کے لئے۔

علمی نسبت

بقول حضرت والد صاحبؒ میرے تمام اساتذہ اپنے اپنے مقام پر علم و عمل میں نہایت امتیازی شان کے مالک تھے، مگر میری علمی نسبت حضرت بنوریؒ سے ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا کہ حضرت قریشیؒ ہر موسم کا پھل خصوصاً علاقہ کوٹ ادو کی مشہور زمانہ خشک کھجور خرید کر اپنے دست مبارک سے تھیلے میں پیک فرماتے ،اور حضرت بنوریؒ کی خدمت روانہ فرماتے۔

عموماً عید کے دن حضرت بنوریؒ کا مستعمل جبہ مبارک اور آپ ہی کی عطا کردہ ٹوپی زیب تن فرماتے۔

ع مزا تو جب ہے کہ ہو آ گ برابر لگی ہوئی۔

اگر شاگرد میں اتنا ادب و تعلق تھا، تو حضرت الاستاذ کی شفقت و محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں، کہ بعد نماز عصر جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کسی نے باتوں باتوں میں حضرت قریشیؒ کے متعلق استفسار کیا، تو فرمانے لگے مولوی صاحب اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن مجھ سے علمی خدمت کا سوال کیا تو میں مولانا دوست محمد صاحب قریشیؒ کو پیش کروں گا۔ اللہ اللہ۔ واقعی

قدر زر زرگر بداند

قدر جوہر جوہری

بشارت عظمیٰ

ایک مرتبہ والد محترم حضرت قریشیؒ نے فضیلۃ الشیخ حضرت بنوریؒ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت آپ میرے لئے حسن خاتمہ اور نجات اخروی کی دعا فرماویں۔ میں عموماً تبلیغی سفر میں رہتا ہوں، بسا اوقات با جماعت نماز نہیں ملتی، کبھی معمولات میں بے قاعدگی ہو جاتی ہے۔

تو یہ سننے کے بعد حضرت الاستاذ نے فرمایا مولانا میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا وسیع و عریض میدان ہے جہاں تا حد نگاہ انسان ہی انسان نظر آتے ہیں، مجمع میں انبیاء علیہم السلام بھی تشریف فرما ہیں ایک ایسی چار پائی بچھی ہے، جو جواہرات سے مرصع ہے، مگر ہے خالی۔

تمام مجمع کسی کا منتظر محسوس ہوتا ہے، اتنے میں سرکار دو عالم فخر کائنات سید

ولدآدم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس انداز میں تشریف لاتے ہیں، کہ ان کے دست کرم واقدس میں آپ کا ہاتھ ہے۔

حضرت ﷺ آپ کو فرماتے ہیں اس چارپائی پر کھڑے ہوکر میرے صحابہؓ کی اسی طرح شان سناؤ جس طرح دنیاء میں بیان کیا کرتے تھے، آپ نے خطاب شروع کیا تو حضور انور ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام سے فرماتے ہیں، سنو میرے امتی کا خطاب پھر آنکھ کھل گئی، لہذا آپ مطمئن رہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا تبلیغ دین کے لئے سفر منظور ومقبول ہے۔

والد صاحبؒ فرماتے ہیں میں خوشی سے رورہا تھا کہ حضرت بنوریؒ کے والد گرامی قدر حضرت مولانا سید زکریا بادشاہؒ نے فرمایا (حضرت مولانا محمد یوسف صاحب) یوسف چھوڑو ہم نے ان کے متعلق اس سے بھی بڑھ کر دیکھا ہے۔

بہرحال ۱۹۳۹ء میں دورہ حدیث پاک کے لئے ایک سال جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں قیام فرمایا، اور سالانہ امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔

یوں آپ ۱۹ سال کی عمر میں فارغ التحصیل عالم بن کر تحصیل علم سے تبلیغ وتدریس علم کی راہ پر گامزن ہوئے۔

رفقاء ڈابھیل میں سے چند احباب کے اسماء گرامی درج ذیل ھیں

❶ ...... شہید اسلام خطیب اسلام حضرت مولانا قاری محمد لطف اللہ صاحبؒ

ولادت جنوری ۱۹۲۱ء وفات ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۷ء

❷ ......عالم اسلام کے عظیم مبلغ پیر طریقت حضرت العلامہ مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ فیصل آباد۔

❸ ...... پروانہ توحید حضرت العلامہ مولانا عبدالستار صاحب توحیدی راولپنڈی۔

❹ ......عالم باعمل حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب میانوالی۔

❺ ......ولی کامل پیر طریقت حضرت مولانا محمد اعظم بیگ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ

تذکرۃ الاخیار شیخ قریشیؒ کے اساتذہ کا ذکر خیر

❶ سماحۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالرحمن امروھی رحمۃ اللہ علیہ

موصوف حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات یکے از بانیان دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگرد رشید ہیں۔

مرکز علم وعمل دارالعلوم دیوبند میں تفسیر و حدیث کے مدرس رہے۔قطب الاقطاب سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ سے اسباق طریقت وتصوف میں تکمیل کے بعد مجاز تھے۔

انداز تفہیم میں ضرب المثل تھے درس وتدریس میں فکر قاسمی کے عکاس تھے آپ کے مشہور زمانہ تلامذہ میں مفتی اعظم ہند حضرت العلامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ اور فضیلۃ الشیخ حضرت بنوریؒ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

②شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۷محرم ۱۸۸۵ھ وفات دسمبر ۱۹۴۹ھ

آپ حضرت شیخ الہندؒ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔اصل نام فضل اللہ ہے مگر عشرہ محرم میں پیدا ہونے کے سبب دوسرا نام شبیر احمد منتخب کیا گیا۔

سلسلہ نسب سیدنا عثمان ذوالنورینؓ سے ملنے کے سبب عثمانی کہلائے ۱۳۱۲ھ میں دارالعلوم دیوبند کے درجہ حفظ وناظرہ کے مشہور استاذ حافظ محمد عظیم صاحبؒ دیوبندی کی خدمت بسم اللہ شریف کی سادہ مگر روح پرور تقریب ہوئی۔

۱۳۱۴ھ میں درجہ کتب میں داخلہ لیا اور محترم منشی منظور احمد صاحب سے حساب اور فارسی، کے ابتدائی اسباق پڑھے بالآخر ۱۳۲۵ھ میں سند فراغت حاصل کی، سالانہ امتحان دورہ حدیث میں اول پوزیشن پائی۔

۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند کا فقید المثال جلسہ ہوا جس میں اسناد تقسیم کی گئیں اور اسی جلسہ میں حضرت عثمانی کے جوہر خطابت کو دیکھ کر احباب نے حضرت کے مستقبل کا اندازہ لگایا۔

اسی سال آپ کو دارالعلوم میں بحیثیت مدرس مقرر کیا گیا ۱۳۳۳ھ میں جب شیخ الہندؒ نے حجاز مقدس کا سفر فرمایا تو دیگر اسباق کے علاوہ مسلم شریف کا درس آپ ہی کے سپرد کیا گیا۔

آپ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۴ء تک دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم رہے۔

دیگر مختلف مقالہ جات کے علاوہ فتح الملہم شرح مسلم اور تفسیر عثمانی حضرت عثمانی کی ذہانت فہم اور رفعت علم پر شاہد عدل ہیں۔

تفسیر عثمانی کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۵ھ میں مدینہ پریس بجنور سے شائع ہوا، ماضی قریب میں خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد مرحوم نے اسے لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر عظیم سعادت حاصل کی۔

حضرت عثمانیؒ جب حکیم الامت سے ملنے خانقاہ تشریف لے گئے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا زندگی کے آخری ایام میں تمام کتب خانہ وقف کر دیا ہے، البتہ دو چیزیں اپنے پاس رکھ لی ہیں۔

① جمع الفوائد ② آپ کی تفسیر والا قرآن مجید۔

تفسیر عثمانی کی تکمیل ۱۳۵۰ھ میں ہوئی، جب آپ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں مرجع العلماء تھے۔

حضرت شیخ الاسلام نے دیگر مذہبی تحریکوں کے علاوہ تحریک پاکستان میں نمایاں قردار ادا کیا۔

۱۹۴۵ھ میں کلکتہ کا اجلاس ہوا ۱۹۴۶ھ میں لاہور منعقد ہونے والی عظیم الشان کانفرنس میں مرکزی حیثیت وشخصیت حضرت عثمانیؒ کی تھی۔

مسٹر جناح اور لیاقت علی خان مرحوم کے اصرار پر آپ ان کے ساتھ کراچی تشریف لے آئے۔

سراپا اخلاص

تقسیم کے بعد بناء پاکستان میں حصہ لینے والے حضرات کو خصوصاً بڑے بڑے بنگلے دیئے گئے ،مگراس مرد باخدا نے ساری زندگی عاریۃً لیئے گئے مکان میں گذاردی۔

۱۷مارچ ۱۹۴۹ء میں منظور ہونے والی قرارداد مقاصد بھی حضرت کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔

ترجمان فقہ وتفسیر وحدیث مصطفیٰ
آفتاب علم دین دنیا کو چمکاتا رہا

لکھ کے شرح مسلم وتفسیر قرآن کریم
امت اسلام پر احسان فرماتا رہا

تھا زباں قاسم کی اور روح ولی اللہ تھا
جس پہ محمودالحسن بھی فخر فرماتا رہا

تجھ پہ نازاں ہے تیرا دارالعلوم دیوبند
مادر علمی پہ تو بھی ناز فرماتا رہا

اہل پاک وہند تیری ذات کے ممنون ہیں
جن پہ اپنے فیض کی بارش تو فرماتا رہا

کیا ہی نعمت تھی مگر علامہ عثمانی کی ذات
پھول بن کر گلشن ہستی کو مہکاتا رہا

شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۹شوال ۱۲۹۶ھ وفات ۱۳جمادی الاول ۱۳۷۷ھ

حضرت اقدس امام المجاہدین حضرت مدنیؒ کی علمی نابغہ روزگار شخصیت عالم اسلام کا اعزاز اور راور اہل اسلام کا سرمایہ وفخر و ناز تھی۔

انشاءاللہ ان کی عظمت کا آفتاب تا روز قیامت افق دہر پر جگمگا تا رہیگا۔

قرآن کریم کی تعلیم والدہ ماجدہ اور والد گرامی سے حاصل کی۔

۱۳۰۹ھ میں دارالعلوم دیوبند درجہ کتب میں داخلہ لیا، کمال شفقت سے حضرت شیخ الہندؒ نے ابتدائی کتب خود پڑھائیں۔

حضرت مدنی کو تمام اساتذہ سے گہری محبت تھی۔خصوصاً حضرت شیخ الہند سے والہانہ عقیدت تھی، ہر ہر قدم پر استاذ محترم کی راحت کا سامان عزیز از جان تھا۔

❶ ایک مرتبہ حضرت شیخ الہندؒ کے اہل خانہ نے کہلوا بھیجا کہ کسی سے نالی صاف کرادو حسب الحکم نالی صاف ہوگئی۔

صبح معلوم ہوا کہ (مولانا) حسین احمد مدنی نے خود یہ خدمت سرانجام دی ہے۔

❷ حضرت شیخ الہند کے ہاں مہمان کافی آئے ہوئے تھے ایک لیڑین ہونے کے سبب کافی خراب ہوجاتا مگر صبح بالکل صاف ملتا۔کافی تتبع کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت مدنیؒ شیخ کے دروازہ کی خدمت کرتے ہیں۔

۱۳۱۶ھ میں دارالعلوم سے سند فراغت حاصل کی اور والد محترم کے ساتھ مدینۃ الرسول ﷺ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مدینہ طیبہ میں مشہور ادیب استاذ الشیخ آفندی عبدالجلیل برادہؒ سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ نیز شیخ حبیب اللہ شافعی المکی اور شیخ سید احمد برزنجی کے علاوہ فضیلۃ الشیخ علامہ خلیل احمد محدث سہارن پوری سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔

حضرت شیخ الہند کے حسب الارشاد مدینہ عالیہ میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اساتذہ کی دعاؤں سے قبولیت عامہ نصیب ہوئی اور حلقہ درس میں عرب وعجم کے اہل علم استفادہ کرنے لگے۔

۱۳۲۶ھ میں ہندوستان واپسی ہوئی اور ۱۳۲۶ھ میں ہی دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل وعقد نے مدرس مقرر کرلیا۔

الغرض ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۷۷ھ تک دارالعلوم دیوبند کے دارالحدیث کو زینت بخشنے کے ساتھ ساتھ سیاسی عمل بھی جاری رہا۔

سلسلہ بیعت حضرت گنگوہیؒ سے تھا، مگر حجاز مقدس قیام کے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے۔

۱۳۱۸ھ میں حضرت گنگوہی نے خرقہ خلافت سے نوازا۔ بس حضرت مدنیؒ کی ذات والا صفات ہمہ جہت شخصیت تھی۔

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

صحبت محمود سے حضرت مدنیؒ میں دو محمود وصف منتقل ہوئیں جن کا اثر تادم زیست نمایاں رہا۔

❶ شان محدثانہ ❷ سیاست اسلامیہ۔

آپ کی عظمت علمی سے تو زمانہ واقف ہے مگر چند باتیں سیاست اسلامیہ کے متعلق سن لیں۔

پاک و ہند میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیاء دین سے ہوا۔ انکے بعد منصب تجدید دین کی قباء حضرت شاہ ولی اللہ کو عطا کی گئی پھر حضرت شاہ جیؒ کا فیض سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی شکل میں جلوہ گر ہوا۔ انہیں سے سید احمد شہیدؒ نے روشنی پائی

۱۲۴۶ھ میں بالاکوٹ کے مقام پر سید صاحب نے جام شہادت نوش کیا تو اسی جذبہ حریت سے سرشار شخصیت سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی شکل میں نمودار ہوئی۔

چنانچہ ربانیین کی مقدس جماعت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ قطب الارشاد حضرت رشید احمد گنگوہیؒ اور ان کے رفقاء نے ۱۸۵۷ء میں فرنگی اقتدار کے خلاف آزادی وطن کے لئے علم بغاوت بلند کیا۔

بظاہر کھلی جنگ میں کامیابی نظر نہ آئی تو منتشر قوت کو مجتمع کرنے اور رجال کار پیدا کرنے کے لئے دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا۔

بحمد اللہ محنت بارآور ہوئی چشم فلک کو حضرت شیخ الہند سیدی وسندی مولانا

محمود الحسن دیوبندیؒ کی شکل میں آزادی وطن اور حریت اسلام کا عظیم محرک دیکھنا نصیب ہوا۔

شیخ الہند نے حجاز مقدس اور دیگر اسلامی ممالک کا سفر فرمایا۔

۱۳۳۵ھ میں فرنگیوں کی سازش سے انہیں گرفتار کر کے مع رفقاء سید حسین احمد مدنی، حکیم سید نصرت حسین، مولانا عزیر گل، مولانا وحید احمد، بحیرہ روم کے جزیرہ مالٹا میں قید کر دیا گیا۔

تقریباً سوا تین سال صعوبتین برداشت کرنے کے بعد رہائی پائی۔

زمانہ اسارت میں حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے بڑی کامیابی سے اپنے فرائض منصبی ادا کیے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے بعد شیخ العرب والعجم حضرت مدنیؒ نے علم جہاد اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی مجاہدانہ وزاہدانہ زندگی اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف کر دی،

ملک کی کون سی بڑی جیل ہوگی (کراچی، نینی تال، بریلی، فیض آباد، مراد آباد) جس میں آپ کو نہ رکھا گیا ہو مگر قید و بند کی صعوبتیں آپ کے پاء استقامت میں تزلزل نہ لا سکیں۔

ہر گام پہ طوفان ٹکرایا ہر گام پہ بجلی لہرائی
قدموں میں حسین احمد کے مگر ایک بار نہ جنبش تک آئی

یہ مرد مجاہد کود گیا گرداب بلا کے سینے میں
لہروں کے سروں پر دوڑ گیا جب کشتی ملت تھرائی

قیام پاکستان اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

قیام پاکستان میں اگرچہ حضرت مدنی کی رائے مختلف تھی مگر بن جانے کے بعد فرمایا کسی جگہ مسجد بنانے نہ بنانے میں تو اختلاف کی گنجائش ہے، مگر بن جانے کے بعد احترام ضروری ہے۔

کیا عجیب فیض ہے دارالعلوم کا؟

ایک ہی مادر علمی کے دو فرزند۔ حضرت مدنیؒ نے ہندوستان کے مسلمانوں کی قیادت فرمائی تو پاکستانی مسلمانوں کی راہنمائی علامہ عثمانیؒ نے فرمائی۔

عجیب مماثلت

ایک حسین احمد ہیں تو دوسرے شبیر احمد۔ اگر غور کریں تو حسین اور شبیر ایک ہی ذات گرامی کے دو نام ہیں۔

ترجمان حقیقت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کو شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنیؒ کے متعلق لگنے والی غلط فہمی اور اس کی حقیقت

حقیقت واقعہ

۸ جنوری ۱۹۳۸ء بمطابق ذیقعد ۱۳۵۶ھ کا ذکر ہے کہ پل بنگش (دہلی انڈیا) بعد نماز عشاء ایک عظیم اجتماع سے حضرت مدنیؒ نے خطاب فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ آج کل قومیں وطن سے بنتی ہے مذہب سے نہیں (مثلاً انگلستان میں رہنے

والے سب ایک قوم شمار ہوتے ہیں حالانکہ ان میں یہودی، عیسائی، کیتھو لک، پروٹسٹنٹ بھی ہیں، یہی حال امریکہ فرانس جاپان وغیرہ کا ہے۔

تقریر صبح ۹ جنوری ۱۹۳۸ء روزنامہ تیج اور انصاری (دہلی) میں شائع ہوئی چند روز بعد روزنامہ الامان اور وحدت (دہلی) نے قطع برید کر کے حضرت کا بیان بایں الفاظ شائع کیا کہ ملتیں وطن سے بنتی ہیں۔ مذہب سے نہیں بنتیں۔اسی جملے کو اسی انداز میں زمیندار اور انقلاب (لاہور) نے بھی شائع کر دیا۔

حالانکہ دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

❶ حضرت نے قوم کا کہا انہوں نے ملت بنالیا۔

❷ حضرت نے آجکل فرما کر موجودہ زمانہ کے ذہن کی عکاسی کی نہ یہ کہ مسلمانوں کو وطنی قومیت اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

چونکہ یہ بات علامہ اقبال کے ذہن کے خلاف تھی اس لئے جوش میں آکر حضرت مدنیؒ پر بایں اشعار سخت تنقید کی۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ

زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجمی ست

سرود برسر منبر کہ ملت از وطن ست

چہ بے خبر ز مقام محمد عربی ست

بہ مصطفی برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

جب یہ قطعہ حضرت مدنیؒ کی نظر سے گذرا تو آپ نے اخبار میں بیان شائع

کرادیا کہ میں نے ملت کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ قوم کا ذکر کیا ہے۔

بہرحال اس بیان کے بعد پورے ملک کی فضاء مکدر ہوگئی

جواباً جناب اقبال سہیل صاحب نے نظم شائع کرادی جس میں علامہ اقبال کی خوب خبر لی۔

کسے کہ خردہ گرفتست بر حسین احمد
زبان اوعجمی وکلا م درعربی ست

گفت برسرمنبرکہ ملت از وطن ست
دروغ گوئی وا یراد این چہ بوالعجمی ست

درست گفت محدث کہ قوم از وطن ست
کہ مستفاد ز فرمودۂ خدا ونبی است

زبان طعن کشودی وایں ندانستی
کہ فرق ملت وقوم از لطائف ادبی ست

تفا وتے است فراواں میان ملت و قو م
یکے زکیش دگر کشوری ست یانسبی ست

خدائے گفت بہ قرآن لکل قوم ہاد
مگر بہ نکتہ کجاپے برد کسے کہ غبی ست

بقوم خویش خطاب پیمبراں بنگر
پرازحکایت یاقوم مصحف عربی ست

رمـوز حـکـمـت و ایمـان ز فلسفی جستن
تلاش لـذت عـرفـان زبـاده عنبـی اسـت

بـه دیـوبـنـد درآگـر نـجـات مـی طلبـی
کـه دیـونـفـس سلحشورودانش توصبی ست

بـگیـرراه حسیـن احـمـدار خدا خواہـی
کـه نـائـب سـت نبی را وہم ز آل نبی ست

شمس العلماء حضرت العلامہ شمس الحق افغانی نے بھی بایں الفاظ خوب رد کی

نـظـام قـوم بـد وگـونـه مے شود پیدا
اگـر ہـنـوزنـدانـی کمال بو لہبی ست

نـظـام مـلـت واحـد بـه اختلاف بلاد
قـوام گیـرزجـذب مـحـمـد عربی ست

نـظـام دوم کـه قـائـم میـان صدخـلل اسـت
نـظام وحدت ملکی ست ایں چه بوالعجمی ست

ان بگڑتے ہوئے حالات میں بعض اصلاح پسند حضرات نے (عبدالرشید طالوت صاحب) تحریراً علامہ صاحب کو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور غلط فہمی پر متنبہ کیا تو

مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۸ روزنامہ مدینہ بجنور میں علامہ ڈاکٹر اقبال صاحب کی

طرف سے یہ مضمون شائع ہوا مجھے غلط خبر پہنچی تھی جس کی وجس سے میں نے برافروختہ ہوکران پر سخت تنقید کی۔

اب اصل حقیقت مجھ پر منکشف ہوئی ہے اس لئے میں مولانا مدنی سے معافی کا خواستگار ہوں امید ہے مولانا صاحب مجھے معاف فرمائینگے۔

(بشکریہ برہان دہلی ۱۹۶۴ء اگست)

جناب طالوت صاحب کے جواب میں بھی علامہ اقبال نے یہی بات فرمائی نیز ان کو یقین دلاتا ہوں کہ مولانا کی حمیت دینی کے احترام میں میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں (محمد اقبال) انوار اقبال صفحہ ۱۷۰)

علامہ کا بڑا پن

اپنی غلطی کا احساس ہونے پر اعتراف اور رجوع کر لینا بھی ہر ایک کے مقدر میں نہیں یہ نعمت بھی اسی کو ملتی ہے جسے رب العزت عطا فرماویں۔اسی (حقیقت منشکف ہونے پر رجوع کر لینا) پر ایک دو باتیں اور بھی دیکھ لیں تا کہ علامہ اقبال کا بڑا پن کھل کر سامنے آجائے۔

❶ شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال صاحب کی (غالبًا) پہلی تصنیف مثنوی اسرار خودی ۱۹۱۶ء میں شائع ہوئی تھی، اس میں دو تنقیدیں تھیں ایک حافظ شیراز پر اور ایک صوفیاء کرام پر۔

صوفیا کرام پر تنقید کا جواب تو خواجہ حسن نظامی نے اپنے ماہانہ نظام المشائخ میں بہت بسط و شرح کے ساتھ دیا۔البتہ حافظ شیراز پر جو تنقید تھی۔وہ بایں الفاظ ہے۔

ہوشیار از حافظ صہباگسار
جامش از زہر اجل سرمایہ دار

نیست غیر از بادہ در بازار او
از دو جام آشفتہ شد دستار او

در رموز عیش و مستی کاملے
از خمے خوں در دلے پا ور گلے

در محبت پیر او فرہاد بود
بر لب او شعلہ فریاد بود

آں چناں ست شراب بندگی ست
خواجہ محروم ذوق خواجگی ست

آن فقیہ ملت مے خوارگان
آں امام امت بے چارگاں

حافظ جادو بیاں شیرازی است
عرفی آتش بیان شیرازی است

بے نیاز از محفل حافظ گذر
الحذر از گوسفنداں الحذر

اس کے متعلق ایک خط جناب مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب سواتی مقیم آمبور جنوبی ہند نے۔علامہ اقبال کی خدمت میں لکھا اور پھر اگست ۱۹۱۷ء میں بنفس نفیس لاہور پہنچے اور علامہ صاحب مرحوم سے ملاقات کی حقیقت حال اور اپنی قلق سے

آ گاہ کیا تو علامہ نے فرمایا حافظ نے اس شعر میں۔

شنیده ام که سگاں را قلاده می بندی

چرا بگردن حافظ نمی نہی رسنے

اپنی ہستی کا ستیا ناس کردیا ہے، اور معشوق کے سامنے اپنے آپ کو کتا ثابت کیا ہے، جس پر حکیم فضل الرحمٰن سواتی صاحب نے عرض کی کہ حضور شعر مجاز نہیں حقیقت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا میں نے سنا ہے آپ فساق و فجار کو اپنی آغوش میں لے لیتے ہو۔ حافظ جو فاسق و فاجر ہے اسے کیوں آغوش رحمت میں نہیں لیتے۔

یہ سن کر ڈاکٹر اقبال نے فرمایا آپ تو خاص آدمی ہیں، مگر معاملہ تو عوام کا ہے۔

حکیم سواتی صاحب نے عرض کی حضور دیوان حافظ بھی عوام کے لئے نہیں خواص کے لئے ہے آپ نے فرمایا اطمینان کیجئے یہ اشعار حذف کردوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

❷ دسمبر ۱۹۲۰ء کے آخری ہفتہ میں انڈین نیشنل کانگریس کا سالانہ اجلاس بمقام ناگپور زیر صدارت وجے رگھوا چاریہ منعقد ہوا۔ جس میں مہاتما گاندھی کا نان کو اپریشن والا ریزولیشن پاس ہوگیا۔

جناب محمد علی جناح صاحب نے اس کی مخالفت کی لوگوں نے ان پر آوازے کسے اور جناح صاحب اسی وقت کانگریس سے نکل گئے اور لندن تشریف

لے گئے، سات آٹھ ماہ کے بعد وطن واپس آ کر اکتوبر ۱۹۲۱ء میں بمقام بمبئی اعلان کیا
کہ مسلم لیگ کو پھر سے متحرک کر دینا چاہیے۔

ترجمان حقیقت ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال صاحب اس اعلان سے بڑے برہم
ہوئے اور ایک تنقیدی قطعہ ارشاد فرمایا جو صدائے لیگ کے عنوان سے روز نامہ
زمیندار ۹ نومبر ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا۔

قطعه

لندن کے چراغ نادرہ فن سے پہاڑ پر
اترے مسیح بن کے محمد علی جناح
نکلے گی تن سے تو کہ رہیگی بتا ہمیں
اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح
دل سے خیال دشت و بیاباں نکال دے
مجنوں کے واسطے ہے یہی جادۂ فلاح
آغا امام اور محمد علی ہے باب
اس دین میں ہے ترک سواد حرم مباح
بشری لکم کہ منتظر مارسیدہ ہست
یعنی حجاب غیرت کبری دریدہ ہست

اس قطعہ کی اشاعت پر بھی مولانا حکیم فضل الرحمٰن سواتی نے عریضہ ارسال
کیا کہ علامہ صاحب قطعہ تو بہت اچھا ہے مگر تنقید غیر مناسب ہے لہذا اس قطعہ کو اپنے

مجموعہ سے نکال دیں تو مناسب ہوگا۔

دو ہفتے بعد جناب علامہ صاحب نے جوابی خط لکھا اطمینان رکھیئے میں نے ان اشعار کو آپ ہی کے کہنے سے اپنے مجموعہ سے خارج کر دیا ہے۔

نوٹ

غلط فہمی کے ازالہ کے تحت جو حقائق بیان کیے گئے ہیں ان کی مزید تفصیل ملاحظہ ہو روزنامہ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۵۸ء

ناظرین مکرم

ان احباب کی خدمت میں گذارش کروں گا، جو سالانہ شیخ العرب والعجم بطل حریت حضرت مدنیؒ کے خلاف اخبارات ورسائل میں علامہ مرحوم کے اشعار کا سہارا لے کر تحریر کے ذریعے دنیاء وآخرت تباہ کرتے ہیں، وہ شاعر مشرق کے اعتراف اور رجوع کو بھی سامنے رکھیں۔

خوامخواہ اہل حق کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنی بھی ہے تو اس کے اور طریقے تلاش کریں، علامہ کے اشعار کا سہارا نہ لیں۔

وہ سراپا جود والفت پر خلوص وغم گسار
پیکر صبر وتحمل رہنماء ذی وقار

وہ مدرس تھی مکمل درس جسکی زندگی
وہ معلم جس نے کی تاریکیوں میں روشنی

وہ مجاہد جس نے جھیلی مسکرا کر سختیاں
جس نے کنج زنداں کو کیا صحن گلستاں

آہ وہ پیر طریقت عالم روشن ضمیر
زینت بزم تصوف عاشق رب قدیر

رہبر ملت چراغ راہ عرفان اٹھ گیا
گلشن قاسم سے تسکین دل وجان اٹھ گیا

لوٹ لی دست قضا نے زینت بزم خوشی
دم بخود ہیں اہل محفل شمع محفل بجھ گئی

ازالہ وہم

ہوسکتا ہے کسی صاحب کو یہ وہم گذرے کہ اگر واقعی علامہ اقبال نے رجوع فرمالیا تھا تو پھر ارمغان حجاز میں یہ اشعار کیسے شائع ہو گئے؟

ان کی خدمت میں گذارش ہے جو لوگ ماہرین اقبالیات ہیں وہ فرماتے ہیں، اگر یہ مجموعہ علامہ کی زندگی میں شائع ہوتا تو یہ اشعار اس میں شامل نہ ہوتے چونکہ انکی وفات حسرت آیات کے بعد شائع ہوا اس لئے یہ زیادتی مرتبین کی ہے۔

ملاحظہ ہو سر گذشت اقبال صفحہ ۱۷۵۔ اقبال ریویو ۱۹۶۹ء ص ۶۷

آخر میں امام اولیاء حضرت لاہوریؒ کی بات بھی سن لیں

مولانا عبدالرشید رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے حضرت لاہوری کا خطاب سنا آپ نے فرمایا جب میں سر میں کنگھا کرتا تھا جو بال اکھڑتے تھے انہیں

اکٹھا کرتا جاتا ارادہ یہ تھا کہ حضرت مدنیؒ کے جوتے میں سلوا کران کی خدمت میں پیش کردوں احمد علی کا خیال ہے اگر حضرت مدنیؒ وہ جوتا استعمال فرما لیتے تو میری نجات کے لے کافی تھا۔ ملخصا از بیس علماء حق صفحہ ۳۲۰

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۸۹۷ء وفات ۱۹۷۶ء

آپ کا اسم گرامی حضرت گنگوہی نوراللہ مرقدہ نے تجویز فرمایا۔

آپ نے دارالعلوم دیوبند میں قرآن پاک کی تعلیم شروع فرمائی اور ۱۳۳۵ھ میں دورہ حدیث پاک مکمل فرما کر سند فراغت حاصل کی۔

۱۳۳۶ء میں علوم آلیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ کچھ اسباق بھی پڑھائے۔

۱۳۳۷ء میں باقاعدہ دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر کیے گے۔

۱۳۳۹ء بحیثیت صدر مفتی تقرر کیا گیا، اور پورے چودہ برس اس منصب پر فائز رہے۔

۱۳۶۲ء میں دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہو کر تحریک پاکستان میں بھرپور انداز میں حصہ لیا۔

۱۲ فروری ۱۹۳۹ء اور ۹ جون ۱۹۴۷ء کو دیگر علماء کی معیت میں مسٹر جناح سے کامیاب ملاقاتیں کیں، قرارداد مقاصد کی ترتیب وتدوین میں بھی عمدہ کام کیا۔

۱۹۴۹ء میں اسلامی مشاورتی بورڈ کے اہم رکن منتخب کیے گئے

۱۹۵۰ء میں بورڈ آف لاء کمیشن میں بھی ممبر منتخب کیا گیا۔

۱۹۵۱ء میں علماء نے جو بائیس نکات مرتب فرمائے اس کے سرپرست آپ ہی تھے

۱۳۴۰ھ میں جب قادیانی فتنہ پیدا ہوا تو حضرت کشمیری کے حکم پر مدلل مقالہ تحریر فرمایا۔

پہلی بیعت حضرت شیخ الہندؒ سے تھی پھر حضرت حکیم الامت سے رجوع کیا۔

۱۳۴۹ھ میں شیخ نے اجازت دیکر مسترشد کو مرشد بنا دیا

اے محدث اے مفسر اے فقیہ

اے مجاہد عابد و شب زندہ دار

فقہ ہو یا ہو ادب کا کوئی باب

ہے ہر ایک تصنیف تیری زرنگار

عرش سے تا سرزمین پاک آج

غم کے سائے ہیں قطار اندر قطار

مفتی اعظم جو دنیا میں نہیں

ملت اسلامیہ ہے اشکبار

شمس العلماء شیخ التفسیر حضرت العلامہ سید شمس الحق افغانیؒ

ولادت ۵ ستمبر ۱۹۰۱ء وفات ۱۶ اگست ۱۹۸۳ء

آپ نے اپنے والد گرامی حضرت مولانا غلام حیدر صاحبؒ کے علاوہ سرحد

اورافغانستان میں مختلف ماہراساتذہ کے سامنے تحصیل علوم کے لئے زانوتلمذتہہ کیے۔

بالآخر ۱۹۲۰ھ میں مرکزعلم وعمل دارالعلوم دیوبندشریف میں داخلہ لیا۔آیۃ من آیات اللہ حضرت الشیخ محمدانورشاہ کشمیریؒ اور دیگرا کابراساتذہ کی خدمت میں رہ کر خوب علمی پیاس بجھائی اورسندفراغت حاصل کی۔

۱۹۲۲ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل فرمائی واپسی پر دارالعلوم کی طرف سے شدھی تحریک کی سرکوبی کے لئے جانے والے پچاس علماء کے قافلہ کی قیادت کرتے ہوئے راجپوتانہ پہنچ کر بفضل خدا کامیابی پائی۔

دارالعلوم دیوبند جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے علاوہ کافی مدارس میں بحیثیت شیخ التفسیر، شیخ الحدیث، صدرمدرس دین کی خدمت فرمائی۔

آپ نے موتمر عالم اسلامی کوالالمپور۔ بین الاقوامی کانفرنس ڈھاکہ اور اسلام آبادمیں شرکت فرما کر پاکستان کی علمی نمائندگی کی۔

آپ کوقطب الاقطاب حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوریؒ اور دیگر مشائخ سے خرقہ خلافت عطا کیا گیا۔

آپ کووفاق المدارس العربیہ کے صدرہونے کااعزازبھی حاصل ہے

۱۴اگست ۱۹۶۶ھ میں صدر پاکستان محمدایوب خان کے ہاتھوں تمغہ امتیاز اور اگست ۱۹۸۰ھ میں صدرجنرل محمدضیاءالحق کے ہاتھوں ستارہ امتیاز وصول کیا۔

۹ستمبر ۱۹۷۸ھ میں پشاوریونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری پیش کی گئی۔

محدث العصر فضیلۃ الشیخ حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوریؒ

ولادت ۱۳۲۶ھ وفات ۱۳۹۷ھ

آپ کمالات ظاہر و باطنی میں واقعی یوسف زمانہ تھے، ابتدائی تعلیم پشاور اور کابل میں مختلف جید علماء سے حاصل کی۔

۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۴۷ھ میں حضرت کشمیریؒ اور حضرت عثمانیؒ سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں دورہ حدیث پاک پڑھا۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد بھی حضرت الشیخ محمد انور شاہؒ کی صحبت کو غنیمت جانا اور بھرپور استفادہ کیا بایں وجہ آپ علماء کی جماعت میں علوم کاشمیری کے امین و ترجمان سمجھے جاتے۔

۱۳۵۰ھ میں حج بیت اللہ کیا اور فیض الباری کی طباعت کے لئے مصر تشریف لے گئے۔

۱۳۵۲ھ میں حضرت شاہ صاحبؒ کے انتقال پر ملال کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں باقاعدہ مدرس مقرر کیئے گئے۔

۱۳۵۶ھ میں مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے مصر، یونان، ترکی، حجاز کا سفر کیا علماء وقت سے اہم ملاقاتیں ہوئیں۔

۱۹۵۱ء میں علماء کے بے حد اصرار پر دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار تشریف لائے، تین سال تک شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث، کی حیثیت سے تشنگان علوم کو سیراب کیا

یہاں سے مستعفی ہوکر کراچی میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ کی بنیاد رکھی۔ سچ ہے۔

ع   چراغ مقبلاں ہر گز نمرید

الحمد للہ ثم الحمد للہ آج بھی وہ ادراہ قائم ہے، بلکہ روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہے۔ ملک میں الحمد للہ کافی دارالعلوم وجامعات دینی خدمت میں مصروف ہیں اللہ مزید ترقی نصیب فرماویں۔ آمین۔

مگر جو روحانیت حضرتؒ کے جامعہ میں ہے وہ کہیں اور شاید باید۔

آپ اردو، فارسی، عربی، اور پشتو، کے قادرالکلام شاعر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے علمی اعتبار سے بین الاقوامی شہرت نصیب فرمائی تھی۔

❶ اسی جلالت شان کے سبب دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت صدر مفتی دعوت دی گئی۔

❷ دمشق میں مجلس علمی کے ممبر منتخب ہوئے۔

❸ بارہا عرب ممالک کے علمی اسفار رہے۔ علماء عرب آپ کی وجاہت علمی کے نہ صرف قائل تھے بلکہ مداح تھے ۔

❹ مصر کے مشہور زمانہ عالم علامہ طنطاوی نے قرآن کریم کے پندرہ پاروں کی تفسیر بنام جواہر القرآن لکھی۔

کتاب نے بڑی شہرت پائی، مگر یہ کتاب جب حضرت بنوری نوراللہ مرقدہ نے دیکھی تو انداز گفتگو کو مزاج قرآن کے خلاف پایا، پھر علامہ طنطاوی کو متنبہ کرنے کے لئے عازم مصر ہوئے۔

مگر انابت الی اللہ دیکھئے مصر جانے سے پہلے مکہ مکرمہ حاضری دی غلاف

کعبہ پکڑ کر دعا فرمائی یا اللہ وقت کے اتنے بڑے شیخ کے پاس جارہا ہوں میری نصرت فرما، اور مجھے عجب وتکبر سے بھی محفوظ فرمانا۔

پھر مصر پہنچ کر علامہ سے گفتگو ہوئی انہوں نے قصور فہم کا اعتراف فرمایا۔ اور بار بار فرماتے تھے۔

الآن افهم منك معنى هذا الحديث لست عالم هندى بل انت ملك منزل من السماء لاصلاحی ۔

5 ۱۳۹۴ھ میں تحریک ختم نبوت کی قیادت سنبھالی۔

6 فتنہ انکار حدیث کا تقریر وتحریر سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

7 ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے الحادی نظریات پر مضبوط علمی تنقید فرمائی۔

8 ۱۳۹۷ھ میں جنرل محمد ضیاء الحق نے آپ کو اسلامی نظریاتی کونسل کا اہم رکن منتخب کیا

دیگر بے شمار مقالہ جات اور کتب کے علاوہ علم حدیث کی مشہور کتاب ترمذی شریف کی شرح معارف السنن آپکی بہت بڑی علمی خدمت ہے۔

آپ حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور شیخ طریقت حضرت مولانا محمد شفیع الدین نگینویؒ سے مجاز تھے۔

9 ایک مرتبہ علامہ اقبال مرحوم نے علماء کو عشایئہ دیا جس میں امام العصر سید محمد انور شاہؒ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ اور محدث العصر حضرت بنوریؒ شریک تھے۔

اثناء گفتگو علامہ اقبال مرحوم نے اپنے علمی اشکالات شیخ کشمیریؒ کی خدمت

پیش کیئے ،حضرت شاہ صاحب نے سیر حاصل بحث فرما کر مطمئن فرمایا۔

ایک موقعہ پر حضرت شاہ صاحب نے اپنے ایک عربی قصیدہ ضرب الخاتم علی حدوث العالم کا ذکر فرمایا اور معاً حضرت بنوریؒ سے فرمایا۔ہاں پڑھو۔

حضرت بنوری نے ابتداء سے پڑھنا شروع کردیا شاہ صاحب فرماتے آگے آگے یہاں تک کہ مکمل قصیدہ یاد سنادیا۔پوری مجلس ششدر رہ گئی۔

علامہ اقبال حیرت زدہ ہوکر کبھی حضرت محمد انور شاہؒ کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت بنوریؒ کی طرف۔پوری مجلس نے حضرت بنوریؒ کے قوت حافظہ کا اعتراف کیا۔

آہ

اے علامہ یوسف اے سراپا علم وفضل
آج ہے بے نور سی شمع یقین تیرے بغیر

وارث علم نبوت آفتاب دین حق
اب تو ذرے جگمگاتے ہی نہیں تیرے بغیر

ہوگئی ویران اب رشد وہدایت کی یہ بزم
جانثار دین ختم المرسلین تیرے بغیر

الفراق اے تاجدار علم وعرفان الفراق
کس کو کہیئے آج نقش دل نشین تیرے بغیر

بدرالعلماء حضرت العلامہ مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجرؒ مدنی

ولادت ۱۳۱۶ھ وفات ۱۳۸۵ھ

ابتدائی تعلیم مدرسہ عالیہ مظاہر العلوم سہارنپور میں حاصل کی، اور محدث العصر شیخ کامل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوریؒ کی آغوش رحمت میں تربیت پائی۔

اس کے بعد مرکز رشد و ہدایت دارالعلوم دیوبند حاضر ہوکر آیت من آیت اللہ محدث کبیر حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی سید العلماء حضرت مولانا سید اصغر علی شاہ صاحب، وکیل احناف حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحہم اللہ تعالیٰ کی خدمت عالیہ میں رہ کر خوب علمی تشنگی بجھائی۔

رسوخ فی العلم کے سبب دارالعلوم دیوبند میں مدرس مقرر کیے گئے۔

رد مرزائیت کے سلسلہ میں آپ نے پورے ملک میں طوفانی دورے فرمائے۔

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے تقسیم ہند کے بعد ٹنڈو الہ یار میں نائب مہتمم اور استاذ حدیث کی حیثیت سے کام کیا۔

آپ کا اصلاحی تعلق مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانیؒ سے تھا، ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے خلیفہ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب

میرٹھیؒ نے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت سے نوازا۔

کافی گرانقدر تصانیف تحریر فرمائیں مگر ترجمان السنۃ نے غیر معمولی شہرت و مقبولیت پائی۔

۱۳۷۲ھ میں دیار حبیب ارض مقدس مدینہ عالیہ کی طرف ہجرت فرمائی بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء وفات پائی اور آج تک جنت البقیع میں آرام فرمارہے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون .

حضرت قریشیؒ کی وطن مالوف واپسی

جامعہ اسلامیہ ڈابھیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اپنے آبائی گاؤں ریخ کلاں میں مدرسہ انوار العلوم کے نام سے ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھی۔اور بلا معاوضہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا۔

پہلے سال فارسی،صرف اور کافیہ،تک اسباق زیر درس رہے۔

بحمد اللہ پورے علاقہ میں علمی شہرت ہوئی دیکھتے ہی دیکھتے جنگل میں منگل لگ گئے ،دور دراز سے منتہی طلباء کرام حاضر خدمت ہونے لگے اور اسباق جلالین شریف،توضیح،عبدالغفور قاضی،تک جا پہنچے۔

آپ گھریلو اخراجات کے لئے یومیہ دو گھنٹے مطب کو دیتے اور باقی تمام وقت تعلیم وتعلم میں گذرتا،البتہ بروز جمعرات اور جمعہ علاقہ کے مختلف مقامات پر عوامی اجتماعات سے خطاب فرماتے خوش الحانی خلوص اور فکر دین کے سبب لوگ بڑی تیزی

سے متوجہ ہونے لگے۔

عوام الناس کے اخلاق وعقائد میں شرک، وبدعت، سے نفرت توحید وسنت سے محبت بڑھنے لگی۔ وہ لوگ جو کل

ع احد احمد ہے لیکن میم کے پردے میں آیا ہے۔

سنتے اور کہتے تھے مواعظہ حسنہ سن کر آج قل ھواللہ احد کا ورد کرنے لگے۔

طالب خدا گواہ که نازک بچشم من

عین محمد است که عربی شنیدئی

جیسے اشعار پر جھومنے والے سنت نبوی کو ولایت کے لئے کسوٹی بتانے لگے

طالب اگر تو ہے حسن تجلی کی دید کا

آ دیکھ زاہدا رخ زیبا فرید کا

واں ہو وصال حور اور یہاں ہو وصال حق

جنت سے ما سوا ہمیں کوچہ فرید کا

زاہد فرید یوں کے گناہوں کو تو نہ دیکھ

رحمت فدا ہے اس پر جو بندہ فرید کا

اس قسم کے اشعار کو شرکیہ اور خلاف ادب نبوت سمجھنے اور سمجھانے لگے۔

گلشن علم گلشن توحید، وسنت، کو پھلتا پھولتا دیکھ کر علاقہ کے بدعتی بڑے پریشان ہوئے اور بالآخر انہوں نے باہمی مشاورت سے ایک جلسہ منعقد کیا جس میں علاقہ بھر سے بدعتی علماء نے شرکت کی اور سب کی زبان پر ایک ہی بیان تھا (علامہ)

دوست محمد قریشی وہابی ہے، نبی ﷺ کا گستاخ ہے، پیروں کا منکر ہے، اسے بستی سے نکال دو ورنہ (نعوذ باللہ) تم گمراہ ہو جاؤ گے انکے پیچھے نماز نہ پڑھو ان کے ہاں پڑھنے کے لئے بچے نہ بھیجو یہ تمھیں آپس میں لڑا رہا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

دو دن یہی رٹ لگی رہی ادھر حضرت نے طلباء کو فرمایا آیت کریمہ پڑھو اور دعا کرو اللہ تعالیٰ قوم کو راہ راست نصیب فرماویں

دو تین دنوں کے بعد اہل علاقہ میں سے سمجھ دار قسم کے لوگوں نے جلسہ کے منتظمین کو کہا کہ دیکھو دو دن جلسہ ہوا اس میں نہ قرآن کا بیان ہوا نہ عظمت رسالت اور مقام ولایت کا ذکر کیا گیا۔

اگر بقول شما (علامہ) دوست محمد قریشیؒ وہابی ہے ہمیں آپس میں لڑا رہا ہے تو ان علماء نے بھی تو ہمیں آپس میں لڑانے کی باتیں کی ہیں اور پھر ہم عرصہ چار سال سے قریشیؒ صاحب کا بیان سن رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھتا ہے، حضور اکرم ﷺ کی حدیث سناتا ہے، معجزات وکرامات بیان کرتا ہے، کبھی لڑانے والی بات بیان نہیں کی۔

اس سے پہلے انکے والد ہم سب کے استاذ مولانا علی محمد قریشی صاحبؒ ہم میں بہترین وقت گزار رہے ہیں، کبھی کوئی فساد کی بات نہیں ہوئی۔ لہذا آپ نے جلسہ میں ایسی غلط باتیں کہلوا کر علاقے کی فضاء کو مکدر کیا ہے۔

پروردگار کا بہت بڑا فضل وکرم ہوا کہ اہل بدعت اپنے اس مقصد میں بری طرح ناکام ہوئے۔ اور حضرتؒ پورے انہماک وتوجہ سے تعلیم وتعلم میں مصروف

رہے۔

شادی خانہ آبادی

حضرت قریشیؒ کی پہلی شادی ۱۹۴۱ء میں آرائیں فیملی میں ہوئی

آپ کے سسر نہایت درجہ فنا فی اللہ بزرگ تھے شب و روز مسجد میں مصروف عبادت رہتے ان کے بطن سے ایک صاحبزادہ الطاف الرحمٰن اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

حضرت الشیخؒ کو عزیزی الطاف الرحمٰن سے بہت زیادہ محبت تھی، بچپن میں ہی اسم ذات کا ذکر وورد زبان پر رہتا، مگر سات سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے وہ امانت واپس لے لی. انا للہ وانا الیہ راجعون .

تین صاحبزادیاں تادم تحریر بقید حیات ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔

بڑی صاحبزادی مولانا عبدالحمید قریشی صاحب کے گھر ہیں۔

دوسری صاحبزادی قاری محمد صدیق صاحب قریشی اور تیسری قاری محمد عثمان صاحب قریشی کے گھر ہیں۔

اہل بدعت اپنے منصوبہ میں ناکام ہونے کے بعد انتہائی قدم اٹھانے کا سوچنے لگے۔

بالآخر وہ رات آئی جس میں چند اجرتی قاتل دورازہ پر پہنچے دستک دی حضرت الشیخ حسب معمول جلدی سے باہر تشریف لائے۔

اخلاق کریمانہ اور انداز نیاز مندانہ سے ہاتھ پھیلائے السلام علیکم فرمایا۔فرداً

فرداً خیریت دریافت فرمائی۔

اس کے بعد آنے کی وجہ پوچھی۔اس وقت کیسے زحمت فرمائی ؟ میرے لائق جوحکم ہو فرمائیں حضرتؒ مشفقانہ انداز میں پوچھتے جاتے اور آنے والے دم بخود آنکھیں جھکائے گم سم کھڑے ہیں۔

آپ نے پھر فرمایا خیریت تو ہے ارشاد فرمائیں؟

آپ کے اصرار پران میں سے ایک صاحب نے روتے ہوئے عرض کی حضور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاق عالیہ کے سبب ہمیں بہت بڑے جرم سے بچالیا۔

پھر حقیقت حال سنایا کہ ہم علاقہ کے زمینداروں کے فرستادے ہیں، دنیوی لالچ دیکر ہمیں آپ کے قتل کے لئے روانہ کیا گیا۔ہم تو واپس جارہے ہیں مگر ہوسکتا ہے کسی اور کے ذریعہ وہ لوگ آپ کو تکلیف پہنچائیں۔

پس ہماری گذارش ہے آپ مع اہل وعیال یہاں سے ہجرت فرما کر کسی اور جگہ قیام فرماویں۔

حضرت الشیخ نے ان کو دعوات صالحہ سے نوازا شکریہ ادا کیا اور خود اپنے مختصر کنبہ کو لیئے عازم ہجرت ہوئے۔

اس مختصر قافلہ میں وقت کی زاہدہ عابدہ عالمہ حضرت الشیخؒ کی والدہ ماجدہ آپکی اہلیہ محترمہ اور برادر مکرم موجود تھے۔

حضرت قریشی کے نانا حضرت مولانا امان اللہ صاحب قریشیؒ نے آپ کو بحفاظت دریا کے کنارے پہنچایا۔

کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے ہی تھے کہ ریخ باغ والا کے زمینداروں کے کارندوں نے آ کر ملاح کو کہا کہ جب کشتی درمیان دریا پہنچے ان (حضرت قریشی اور انکے اہل خانہ) کو اتار دینا۔

یہ مہاجر فی سبیل اللہ دل دل میں خوش ہو رہے ہیں کہ الحمد للہ بخیر و عافیت سفر ہوا ہے دشمنوں کی تدبیر نا کام ہوئی۔مگر کشتی جب درمیان دریا میں پہنچی تو ملاح نے کہا کہ آپ لوگ اتر جائیں

حضرتؒ نے سمجھایا مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ آپ اتر جائیں میں علاقہ کے سرداروں کو ناراض نہیں کر سکتا۔

حضرت الشیخؒ نے والدہ ماجدہ کی طرف دیکھا تو انہوں نے فرمایا بیٹا راضی برضاء خدا ہونا چاہیئے کوئی بات نہیں اتر جائیں(**واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون**)

بسم اللہ شریف پڑھ کر نیچے قدم رکھا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دریا نے اپنی گہرائیاں سمیٹ لیں کسی کو بھی پانی گھٹنے سے اوپر نہ آیا اور اپنی آنکھوں سے قدرت خداوندی کا کرشمہ دیکھتے ہوئے قدم قدم پر شکر ذات کبریا ادا کرتے ہوئے دریا کے دوسرے کنارہ پر پہنچے۔

چند دن دریا کے قریب واقع بستی بنگلہ باڑہ نزد کوہر فقیراں تحصیل جتوئی ضلع مظفر گڑھ مولانا قادر بخش صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔

شیخؒ کے والد محترم حضرت مولانا علی محمد صاحب قریشیؒ جو سامان کی حفاظت کی

غرض سے ریخ کلاں رہ گئے تھے یہیں (بنگلہ باڑہ) تشریف لائے۔

مدرسہ مفتاح العلوم بستی اللہ بخش میں ورود

اہلیان بستی اللہ بخش کے مقدر جاگ اٹھے انہیں جب حضرت قریشیؒ کی ہجرت اور بنگلہ باڑہ میں قیام کا علم ہوا تو معززین علاقہ اور منتظمین مدرسہ مفتاح العلوم بستی اللہ بخش نے گذارش کی کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں جسے حضرت شیخ نے مشاورت کے بعد قبول فرمایا۔

۱۹۴۴ء کے اواخر میں مدرسہ مفتاح العلوم میں دوبارہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع فرمایا سابقہ طلباء اور دیگر تشنگان علوم نبویہ ﷺ حاضر خدمت ہوئے۔

اسی دور کے فیض یافتگان میں

A مجاہد ملت حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ

B مفسر قرآن حضرت مولانا غلام قادر صاحب ملتانی خلیفہ مجاز حضرت لاہوریؒ

C حضرت مولانا قادر بخش صاحب ساکن خیر پور سادات

D مولانا فیض رسول صاحب جھان پوری

E مولانا عبدالرحمٰن صاحب کوٹلہ رحم علی شاہ والے قابل ذکر ہیں۔

مزید یہ کہ آپ نے باقاعدہ جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورے علاقہ میں فیض پھیلنے لگا۔

بہت قلیل عرصہ میں حضرت الشیخ سیرت وکردار کی پاکیزگی، رسوخ فی العلم، حسن اخلاق اور خداداد لحن داؤدی کے سبب مرجع عوام وخواص بن گئے۔

ایک خواب جو خانگڑھ میں قیام کا ذریعہ بنا

ایک رات حضرت قریشیؒ نے خواب میں دیکھا کہ بیل گاڑی میں شیخ التفسیر امام الاولیا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور میں (حضرت قریشی) سوار ہیں۔ کچے اور ریتلے علاقہ کا سفر ہے۔ سواری بڑی تیزی سے جاری ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے اور حضرت لاہوری قدس سرہ کے ہاتھ میں بھی ایک کتاب ہے۔

حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کونسی کتاب ہے۔

میں نے عرض کی بلغۃ الحیران ہے۔

میں نے بھی پوچھا آپ کے ہاتھ میں کون سی کتاب ہے۔

تو فرمایا حضرت الشیخ مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔

کچھ دیر کے بعد راستہ میں ایک شہر آیا۔

تو حضرت لاہوریؒ نے فرمایا یہ شہر خان گڑھ ہے آپ کو یہی رکنے اور کام کرنے کا حکم ہے اور مجھے لاہور کا حکم ہے اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

حضرت قریشیؒ فرماتے تھے خواب حقیقت بن کر سامنے آیا۔

ہوا یہ کہ خان گڑھ شہر میں استاذ العلماء فاضل اجل حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ (جو کہ قطب الاقطاب فخر نقشبند خواجہ محمد عبدالمالک صاحبؒ کے بڑے بھائی تھے) کافی عرصہ سے دینی خدمت میں مصروف تھے ایک بدعتی نے انہیں پریشان کرنے کے لئے مسئلہ دریافت کیا، کہ حضرت یہ فرمائیں کہ قرآن مجید کی شان زیادہ ہے یا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان زیادہ ہے؟

آپ نے علمی انداز میں جواب دیا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی کلام نفسی ہے، قدیم ہے اور رب العزت کی صفت ہے۔جبکہ حضرت مدنی کریم ﷺ اللہ تعالی کی مخلوق ہیں حادث ہیں۔لہذا قرآن کی شان زیادہ ہے۔

بس یہ جواب سننا تھا بدعتی نے پورے شہر میں پروپیگنڈہ کی حد کردی کہ مولوی عبدالخالق وہابی ہے، حضور ﷺ کا گستاخ ہے اگر کوئی پوچھے کہ انہوں نے کیا کہا ہے، تو وہ جواباً استغفار پڑھتا ہوا کانوں کو ہاتھ لگا تا ہوا نہایت شاطرانہ انداز میں کہے کہ جی میں اپنی زبان گندی نہیں کرنا چاہتا، نعوذ باللہ انہوں نے حضور کے حق میں بہت زیادہ سخت نازیبا الفاظ کہے ہیں۔

خانگڑھ کے حالات

جب بستی اللہ بخش یہ حالات پہنچے تو حضرت نے یہاں سے رخت سفر باندھ لیا۔خواب کی تعبیر سمجھ چکے تھے کہ مجھے خانگڑھ میں شرک و بدعت کے خلاف کام کرنا ہے۔

آپ نے بستی اللہ بخش کی تمام تر سہولیات کو خیر آباد کہا اور مع طلباء عید گاہ خانگڑھ میں قیام فرمایا۔

رمضان المبارک کی آمد آمد تھی حضرت نے ایک پوسٹر شائع کرادیا کہ انشاء اللہ العزیز ۱۵ شعبان المعظم سے معارف القرآن کے نام سے تفسیر قرآن مجید پڑھائی جائے گی۔

دیندار لوگ آنا جانا شروع ہوگئے متمول حضرات نے طلباء کے اخراجات برداشت کرنے کا وعدہ فرمایا، یوں دورہ تفسیر کا آغاز ۱۵ شعبان المعظم کو ہوا۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا، کہ منتہی طلباء فارغ التحصیل علماء کے علاوہ شہر کے نواب مولانا حافظ عبدالمجید صاحب اور دیگر کاروباری حضرات بھی شریک درس ہونے لگے۔

اہل بدعت کو بڑھتی ہوئی دینی علمی کامیابی راس نہ آئی تو ایک دن دوبارہ وہی مسئلہ لیکر دوران درس پیش ہوئے حضرت الشیخ قریشیؒ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھنا ہے؟

انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ فرمائیں قرآن مجید افضل ہے یا مدنی کریم ﷺ افضل ہیں؟

آپ نے نہایت فصیح و بلیغ حکیمانہ انداز میں فرمایا کتابوں میں سے قرآن افضل ہے اور تمام مخلوقات میں سے حضور اکرم ﷺ افضل ہیں۔

الغرض وہ لوگ نہایت درجہ خائب و خاسر ہو کر واپس چلے گئے۔ آپ نے خانگڑھ میں تدریس و تبلیغ کے ذریعہ خوب محنت فرمائی۔

ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۔جس کا اثر آج تک موجود ہے۔

اشتیاق حرمین شریفین

قیام خانگڑھ کے زمانہ میں حرمین شریفین کی حاضری کا شوق پیدا ہوا۔

اہل علاقہ و منتظمین مدرسہ سے اجازت چاہی۔ اہل خانہ کو ننھیال بستی حاصل لاڑ نزد اسٹیشن چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بھاول پور پہنچایا۔ اور خود عازم حرمین

شریفین ہوئے۔

دوسری شادی خانہ آبادی

چونکہ حضرت کے ہاں نرینہ اولاد زندہ نہ تھی بایں وجہ والدین کے حکم سے آپ نے دوسرا نکاح بستی اوباوڑہ شمالی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں علاقہ کے مشہور زمیندار پیر سردار احمد شاہ صاحبؒ کی دختر نیک اختر سے فرمایا۔

(محترم سردار احمد شاہ صاحب مرحوم نرے زمیندار نہ تھے بلکہ قطب الاقطاب شیخ طریقت سیدی وسندی حضرت مولانا فضل علی قریشی قدس سرہؒ کے خدام خاص میں سے تھے۔ شیخ کی توجہ سے للٰہیت تواضع، ایثار اور جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا)

یہ نکاح اور رشتہ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد شریف صاحب بہاول پوریؒ کی وساطت سے ہوا۔

نکاح کرنے کے بعد حضرت الشیخ ۱۹۵۰ء میں حجاز مقدس تشریف لے گئے، واپسی پر رخصتی ہوئی۔ چونکہ سفر بحری جہاز کے ذریعے تھا آپ روزانہ صبح وشام درس قرآن مجید اور مناسک کی ادائیگی کی تعلیم دیتے رہے۔

دوسری اہلیہ محترمہ سے دو بچے پیدا ہوئے

① (محمد عمر قریشی) ② (صاحبزادی)

اس صاحبزادی کی شادی مولانا صدیق الحسن صاحب قریشی سے ہوئی بحمد اللہ صاحب اولاد ہیں۔

ارض مقدس میں درس تفسیر قرآن مجید

آپ نے مکۃ المکرّمہ اور مدینہ عالیہ میں قیام کے دوران جہاں نماز، طواف اور دیگر اعمال صالحہ سے اپنے آپ کو مستفیض و مستنیر فرمایا وہاں تفسیر قرآن مجید کا درس بھی شروع فرمایا۔

سلیس عربی لطائف علمی۔ فصاحت لسانی، بارعب خندہ پیشانی اور مطالب ومفاہیم کا دلکش عنوان یہ سب چیزیں ایسی تھیں جس نے پاکستانی ہندوستانی، مصری، یمنی، اور ایرانی، علماء کو اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت کا حلقہ درس حرم شریف کے کامیاب حلقہ درس میں شمار ہونے لگا۔ تقریباً سات ماہ تک یہ سلسلہ اپنی آب وتاب کے ساتھ جاری رہا۔

امام اہل السنۃ حضرت لکھنویؒ سے شرف تلمذ

حضرت قریشیؒ فرماتے تھے ایک دن میں نے دوران طواف دیکھا کہ مختصر قد وقامت دلکش چہرہ انور باوقار گفتگو کی حامل شخصیت کو لوگ بڑی عقیدت سے مصافحہ کررہے ہیں۔

میں نے بعض احباب سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں، تو معلوم ہوا امام اہل السنۃ حضرت العلامہ مولانا محمد عبدالشکور لکھنویؒ ہیں۔

میں نے ملاقات کو غنیمت جانا آگے بڑھ کر مصافحہ کیا حضرت نے اپنے مخصوص لکھنوی انداز میں فرمایا آپ کا تعارف؟

میں نے عرض کی فقیر دوست محمد قریشی۔

حضرت لکھنوی نے میرے ہاتھ پکڑ لیے اور فرمایا اچھا وہ علامہ دوست محمد قریشی جنہوں نے اہل السنۃ پاکٹ بک لکھ کر ہزاروں انسانوں کا ایمان بچایا ہے۔

میں نے اثبات میں جواب دیا۔

حضرت نے کمال شفقت سے فرمایا میں بعد نماز فجر میزاب رحمت کے سامنے بیٹھتا ہوں آپ آ کر ضروری تفسیری باتیں سمجھ لیا کریں۔

اس دن کے بعد روزانہ حضرت قریشیؒ امام اہل السنۃ حضرت لکھنویؒ کی خدمت حاضر ہو کر شرف تلمذ حاصل کرتے۔

میرے ان معروضات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ

1 حضرت قریشیؒ باقاعدہ امام اہل السنۃ حضرت لکھنویؒ کے تلمیذ رشید تھے یہ شرف بھی نصیب ہوا شرافت والی زمین پر شرافت والی مسجد حرام میں شرافت والے گھر بیت اللہ شریف کے سامنے

2 اہل السنۃ پاکٹ بک ۱۹۵۰ء سے پہلے چھپ کر لکھنو پہنچ چکی تھی اور امام اہل السنۃ سے خراج تحسین حاصل کر چکی تھی۔

اللہ اللہ کتنا اونچا مقام ہے حضرت قریشیؒ کا مگر

آنکھ والا تیری قدرت کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدنی کی خدمت حاضری

حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ متوفی یکم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ سرحد کے باشندے تھے، دہلی میں تعلیم پائی مدرسہ امینیہ دہلی میں بڑی کتب کے مدرس رہے۔

حضرت مولانا سید فضل علی قریشی ہاشمیؒ سے بیعت ہو کر مجاز ٹھہرے ۱۹۴۵ء سے مستقل قیام مدینۃ الرسول میں فرمایا آپ کا فیض مرکز فیض میں حاضر ہونے کے سبب اقطار عالم میں پھیلا، نہایت درجہ صاحب توجہ تھے۔ علم شریعت پر گہری نظر تھی، مسائل مختلفہ میں احناف کے وکیل تھے۔

حضرت قریشی صاحب اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد عبدالمالک صاحب نقشبندی مجددی فضلی کے حکم سے حضرت مدنی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، آپ نے کمال توجہات سے نوازا اسباق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تکمیل کرائی بیس دن تک انکی کی خدمت عالیہ میں حاضری رہی۔

حجاز مقدس سے واپسی

اس مبارک سفر سے واپس آنے کے بعد آپ نے مکمل توجہ تبلیغی اجتماعات میں بیانات کی طرف دی۔

تعارف پہلے سے تھا، مزید براں امیر شریعت بطل حریت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی صحبت نے مزید نکھار پیدا کیا۔

قلیل عرصہ میں آپ کراچی سے آزاد کشمیر تک تبلیغی اسفار میں مصروف ہوگئے ،اور آپ کا شمار ملک کے نامور خطباء میں ہونے لگا، ملک میں کوئی مرکزی کانفرنس نہ ہوتی جس میں آپ مدعو نہ کیے جاتے۔

مقبولیت ومصروفیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ والدہ محترمہ فرماتی ہیں،دودو ماہ تک گھر تشریف آوری نہ ہوتی۔

احمد پور شرقیہ میں قیام

حجاز مقدس سے واپسی پر کچھ سال احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور میں قیام فریاما ذاتی پلاٹ خرید کر مسجد و مدرسہ کی بنیاد رکھی اور محلّہ کا نام قریش آباد تجویز فرمایا (آج بھی الحمد اللہ العزیز جامع مسجد القریش اور مدرسہ آباد ہے بندہ کے بڑے بھانجے عزیزی قاری سیف اللہ خالد صاحب طولعمرہ نہایت خلوص و جانفشانی سے مصروف خدمت ہیں) مگر اہلیان شہر احمد پور شرقیہ نے حسب توقع تعاون نہ فرمایا جس کے پیش نظر آپ نے کوٹ ادو قیام کا مصمم ارادہ فرمایا۔

حضرتؒ کے والد گرامی قدر حضرت مولانا علی محمد صاحب قریشیؒ کی قبر مبارک بھی محلّہ قریش آباد ذاتی پلاٹ میں بنائی گئی۔

تزکیہ قلب اور تصفیہ باطن

حضرت قریشیؒ کی روحانی نسبت اور اصلاحی تعلق شیخ طریقت واقف اسرار معرفت کاشف رموزات حقیقت قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالمالک صاحب نقشبندی قدس سرہ سے تھا۔

شیخ طریقت کا اجمالی ذکر مبارک

اسم گرامی محمد عبدالمالک بن حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ صاحب (فاضل دیوبند)

ولادت باسعادت ۱۳۰۱ھ بمقام بیٹ سیال علاقہ شہر سلطان تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ ہوئی

حلیہ شریفہ

گورا رنگ میانہ قد کشادہ جبیں بارعب مگر خندہ پیشانی، سر مبارک کے پچھلے حصہ میں لفظ اللہ لکھا ہوا تھا۔

مرشد کامل حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کے حکم سے بغرض تعلیم پیر طریقت استاذ الحفاظ حضرت حافظ کریم بخش صاحبؒ بھاولپور گھلواں کی خدمت میں رہ کر قرآن مجید اور دینی مسائل کی تعلیم حاصل کی۔

بارہ سال تک استاذ مکرم کی خدمت رہے پھر حضرت والا قبلہ خواجہ فضل علی قریشیؒ نے بیعت فرما کر اپنے پاس رہنے کا ارشاد فرمایا۔

بارہ سال لنگر کی خدمت کی سفر حضر میں شیخ کے ساتھ رہتے بایں وجہ حضرت الشیخ مولانا فضل علی قریشیؒ کے ملفوظات طیبات جتنے انہیں یاد تھے اور کسی خلیفہ کو یاد نہ تھے، بیان میں عموماً حضرت الشیخؒ کے حالات بیان فرماتے۔

کافی تتبع امتحان کے بعد ۲۶ ذوالحجہ ۱۳۴۹ھ کو سند اجازت سے نوازا گیا۔

حضرت شیخ نے اپنا عمامہ مبارک اور لباس عطا فرمایا۔

شیخ کامل کی صحبت سے حلم و بردباری سخاوت و ریاضت اور تواضع آپ کا جز

لا ینفک بن چکا تھا۔

حضرت خواجہ عبدالمالک صاحبؒ نے بہت زیادہ تبلیغی اسفار فرمائے ،اور اس سلسلہ میں مختلف مقامات پر مخلوق خدا کو فیض نقشبندی سے سیراب کیا۔

نگاہ میں کمال درجہ توجہ تھی آپکی محفل بدگوئی خود ثنائی اور گلہ وغیرہ سے پاک ہوتی۔

لقمہ حرام ومشکوک سے حد درجہ اجتناب فرماتے ابتداء میں تو بھونے ہوئے چھولے اپنے ساتھ رکھتے تاکہ کسی کے ہاتھ کا کھانا نہ کھانا پڑے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ مختلف اوقات میں کوٹلہ رحم علی شاہ ،علاقہ جتوئی، اسٹیشن محمود کوٹ ضلع مظفر گڑھ، بستی خلیفہ والی، بستی مکول، مسکین پور شریف کے نزدیک بستی ذکر والی قیام فرمایا۔

کچھ عرصہ شہر کنری ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ میں قیام فرمایا جو کہ مرزائیت کا گڑھ تھا مگر اللہ والے کے قیام حسن اخلاق مخلصانہ محنت کے نتیجہ میں آج بحمداللہ کنری اہل حق مسلمانوں کا مرکز ہے۔

امیر شریعت بطل حریت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ سے تعلق ووابستگی کے سبب ملتان بھی کافی آنا جانا رہا بلکہ کئی ماہ چاہ ڈکراں والا موجودہ نواں شہر ملتان بالمقابل گورنمنٹ پائلٹ سکول ایک چھوٹی سی کچی مسجد میں قیام رہا، وہاں کے ملک صاحبان حضرت کے اخلاق واخلاص کو دیکھ کر آپ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوگئے آج اسی مقام پر تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

کا مرکزی دفتر قائم ہے۔

حضرت والد صاحبؒ کو جب بعض ہم عصر علماء یہ کہتے کہ قریشی صاحبؒ آپ بہت بڑے عالم مناظر مصنف ہیں کسی بہت بڑے جید عالم کی بیعت ہوتے تو کیا لطف آتا۔

آپ جواباً فرماتے اللہ تعالیٰ نے جس آنکھ سے عبدالمالک مجھے دکھایا ہے وہ آنکھ تمہیں نصیب نہیں۔اگر مجاہد فی سبیل اللہ شیخ وقت حضرت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ سیدالطائفہ حضرت سید احمد بریلیؒ کے حلقہ ارادات میں شامل ہو سکتے ہیں تو میں حضرت خواجہ صاحب کے حلقہ بیعت میں کیوں داخل نہیں ہو سکتا۔

بہر حال حضرت خواجہ صاحبؒ کی توجہات وعنایات اور حضرت قریشیؒ کی محبت وعقیدت کی باتیں واقعات وحقائق ضبط تحریر میں لانا مشکل ہے۔

میں تو صرف اتنا عرض کروں گا اللہ تعالیٰ نے اول دن سے ان ہر دو حضرات کو ایک دوسرے کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

مرشد کو جس طرح کا مرید مطلوب تھا وہ حضرت قریشیؒ کی شکل میں مل گیا۔اور مرید کو جس مقام کا شیخ مطلوب تھا وہ حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صاحبؒ کی شکل میں اللہ نے مرحمت فرمایا۔

تکمیل اسباق پر حضرت خواجہ صاحبؒ نے اجازت عطاء فرمائی۔

بحمد للہ العزیز درجنوں غیر مسلم سینکڑوں گمراہ بیسیوں ڈاکو اور چور قسم کے لوگوں نے حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی اور پھر زندگی شب بیداری میں گذاردی۔

حضرت خواجہ صاحبؒ تحدیث بالنعمہ کے طور پر فرماتے تھے

میری بخشش کے لئے علامہ (حضرت قریشی صاحب) کافی ہیں۔

اس ابر رحمت نے مختلف مقامات کو سیراب کیا بالآخر چوک قریشی کو مستقل مسکن بنایا علاقہ کے بااثر قریشی صاحبان نے دل کھول کر لنگر مدرسہ مسجد کی خدمت کی

مورخہ ۱۹۸۱ انتقال پرملال ہوا مسجد کے قریب ذاتی مکان میں دفنایا گیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات بلند فرماویں اور ہمیں ان کے مواعظ حسنہ پر عمل کی توفیق بخشیں۔آمین ثم آمین

حضرت خواجہ صاحب یکتاء روزگار شخصیت تھیں۔علماء دیوبند سے والھانہ محبت وعقیدت تھی۔شرک وبدعت سے اجتناب کرتے بلکہ وعظ ونصائح میں عام پیروں کے برعکس سخت انداز میں رسومات سے بچنے کا ارشاد فرماتے۔

قارئین مکرم

علم شریعت کے ساتھ علم تصوف وطریقت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔

پھر حضرت قریشیؒ کے درس وتبلیغ میں عام طرز خطابت سے ہٹ کر دلوں کو موم کر دینے اور موہ لینے والا اثر پیدا ہو گیا۔آپ کا انداز خطابت سادہ مگر جراتمندانہ پرمغز دلائل و براھین سے مبرھن اصلاح عقائد واعمال پر مشتمل ہوتا۔

عام طور پر جہاں بھی جلسہ پر تشریف لے جاتے رات قیام فرماتے۔

بعد نماز عشاء حلقہ ذکر اللہ اور بعد نماز فجر درس قرآن مجید ہوتا لوگوں کو مل بیٹھ کر اپنے اعتقادی وعملی خدشات دور کرنے کا موقع ملتا۔

حضرتؒ خود فرمایا کرتے تھے لوگوں کو میرے خطاب سے کہیں زیادہ فائدہ میرے گلے لگانے اور رات کے حلقہ ذکر سے ہوتا ہے۔

کبھی کبھار بنا بر شکر یہ بھی فرماتے کہ میرے پاس دو رخی تلوار ہے ایک علم اور دوسرا اخلاق۔ انشاءاللہ آنے والا شخص کسی نہ کسی طریق سے ضرور مستفید ہو کر جائیگا۔

بیان میں بناوٹ تصنع انداز گفتگو میں بے جا تکلف تقریر و خطابت میں اپنے آپ کو بڑھانا چڑھانا اپنی خود کی ڈینگ اور تعلی وغیرہ سے قطعی طور پر اجتناب فرماتے۔

جس موضوع پر بھی خطاب فرماتے (توحید باری تعالیٰ ،عظمت حبیب کبریا، رد بدعات عظمت اصحاب رسول ،اصلاح معاشرہ) تو اس میں اصلاح کا پہلو نمایاں ہوتا کسی بھی فریق مخالف کو طعن و تشنیع کا نشانہ ہرگز نہ بناتے تھے۔

اسی سلسلہ میں چند ضروری واقعات

❶ بقول استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالمجید صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ ۱۹۵۹ء کا واقعہ ہے۔

میں مدرسہ عالیہ انوریہ گمانی شریف میں ابو حنیفہ وقت حضرت مولانا حبیب اللہ گمانویؒ کی خدمت زیر تعلیم تھا۔ کہ اسی علاقہ میں حضرت الشیخ قریشیؒ کی تشریف آوری ہوئی۔

جلسہ کی صدارت ہم سب کے استاذ شیخ گمانویؒ فرما رہے تھے۔ آخری خطاب حضرت قریشیؒ نے فرمانا تھا۔ بیان شروع ہوا تو دوران تقریر قصرلحیہ (چار انگشت سے کم ڈاڑھی کترانے) کا مسئلہ زیر بحث آیا۔

اس علاقہ کے بعض علماء اسے برا نہیں سمجھتے تھے اور وہ اس مجمع میں موجود بھی تھے۔ آپ حسب عادت مبارکہ اس پر علمی گفتگو فرما رہے تھے۔ حوالہ جات کے انبار لگا رہے تھے اور استاذ مکرم حضرت گمانویؒ تحسین بھری نظروں سے چہرہ کی طرف متوجہ تھے۔

اچانک انداز خطابت تبدیل ہوا نہایت گرج دار مھیب آواز میں حاضرین کو متوجہ کر کے فرمایا۔

حضرات علماء کرام آج میں اعلان کرتا ہوں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک نبی علیہ السلام بھی قبضہ سے کم ڈاڑھی کترانے والا نہیں تھا ہے کوئی مائی کا لال جو میرے اس دعوی کو غلط ثابت کرے اور منہ مانگا انعام وصول کرے؟

پورا مجمع دم بخود تھا۔

مزید براں پھر فرمایا میں اپنے استاذ و مربی شیخ العلماء حضرت گمانویؒ کی اجازت سے ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جو آج تک بیان نہیں کیا۔

بحمد اللہ مجھے کئی مرتبہ سرور کائنات فخر دو جہان آقاء نامدار حضرت مدنی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

ایک مرتبہ میں نے دیکھا حضرت ﷺ نہایت کمزور و لاغر دکھائی دے رہے ہیں۔

میں نے عرض کی کہ حضور خیرت تو ہے کمزروی محسوس ہو رہی ہے۔

ارشاد فرمایا دوست محمد تجھے علم نہیں لوگ میری سنت کی توہین کرتے ہیں، اسے کاٹ کر گلیوں نالیوں میں پھینک دیتے ہیں مجھے اس کے غم نے لاغر کر دیا ہے۔

پورے اجتماع پر رقت طاری تھی حضرت گمانویؒ کی عجیب کیفیت تحریر سے باہر ہے خود خطیب مجلس کے آنسو جاری تھے۔

بالآخر علماء وعوام اس بات کو تسلیم کر کے اٹھے کہ واقعی قصر لحیہ ناجائز ہے۔

❷ ضلع رحیم یار خان بمقام پلوشاہ علاقہ شیخ واہن میں ایک مرتبہ حضرت الشیخ تبلیغی اجتماع میں عظمت صحابہ کے عنوان پر خطاب فرما رہے تھے کہ دوران تقریر ایک فرقہ کا نوجوان کھڑے ہو کر کہنے لگا۔

قریشیؒ صبح سے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) بک بک کر رہا ہے کون تیری بات مانے گا (علاقہ بھر میں اسی مسلک وفقہ کا زور تھا جلسہ کرنے والے کمزور تھے) آپ نے مسکرا کر فرمایا میرے عزیز میرا کام سنوانا ہے منوانا نہیں اگر میرے اللہ کو منظور ہو تو (اسکی طرف اشارہ کر کے فرمایا) تجھ سے بھی منوا سکتا ہے

حضرت قریشی کا خاص متعلق ومرید محمد یعقوب قوم آرائیں بستی فتح احمد علاقہ راجن پور کلاں ضلع رحیم یار خان جو خود اس جلسہ میں موجود تھا کہتا ہے بس انگلی کا اشارہ کرنا تھا وہ نوجوان گرا زمین پر آن پڑا اور ذکر اللہ کرنے لگا۔

صبح سویرے اپنے اہل خانہ کو ساتھ لیکر حاضر خدمت ہوا اور عرض کی قریشی جی جس صدیقؓ وفاروقؓ کے آپ غلام ہیں مجھے بھی اسی کا غلام بناؤ۔

❸ ضلع مظفر گڑھ میں ایک مقام ہے بستی بدھ وہاں آپ کا خطاب تھا کہ اچانک

دوران تقریر ایک بہت بڑا کالا سانپ آ کر مجمع میں بیٹھ گیا لوگ منتشر ہونے لگے تو حضرت نے فرمایا بیٹھے رہو یہ بھی اللہ کا قرآن سننے کے لئے آیا ہے۔

اختتام جلسہ پر لوگ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے اور وہ اپنی منزل کی طرف۔

❹ صوبہ سندھ میں ماتلی کے قریب حضرت کا خطاب تھا،، اصلاح معاشرح ،، پر نہایت عمدہ بیان فرمایا۔

علاقہ کا ایک نوجوان (جو کہ ڈاکوؤں کا سرغنہ تھا) توبہ کرلی۔آپ نے رات اسکے ہاں قیام فرمایا صبح درس قرآن پاک دے رہے تھے کہ اس کا ایک یار غلام اکبر نہایت غیض وغضب کے انداز میں یہ کہتے ہوئے آ رہا تھا کہ میں دیکھتا ہوں کون ہے ہمارے یار کو ہم سے جدا کرنے والا۔ میں نے بڑے پیر دیکھے ہیں ابھی اس پیر کو دیکھ لیتا ہوں۔

صاحب خانہ چونکہ اس کی عادات شنیعہ اور افعال قبیحہ سے واقف تھا اٹھنے لگا کہ کہیں حضرت کی توہین نہ کرے۔آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اللہ کا قرآن سنو یہ تمہارا کام نہیں یہ میرے اللہ کی ذمہ داری ہے۔

خیر اتنے تک وہ مسجد کے قریب آ گیا اور اکھڑے ہوئے لہجے میں کہنے لگا۔ کون ہے وہ پیر جو ہم سے ہمارا یار جدا کر رہا ہے۔

جواباً حضرت قریشی مرحوم نے درد بھرے لہجہ میں فرمایا بھائی صاحب یہاں پیر تو کوئی نہیں سب فقیر ہیں اللہ اللہ کر رہے ہیں ،تو بھی آ جا یہ کہ کر اسکی طرف توجہ

فرما کر فرمایا، ،اللہ، ،

نظر نظر ہے اسکی جولانیاں نہ پوچھ

اڑے تو بجلی پناہ مانگے گرے تو خانہ خراب کر دے

یہ سنتے ہی اس شخص (غلام اکبر) پر گریہ طاری ہو گیا اسم ذات کا ذکر کرنے لگا۔ داخل سلسلہ ہوا۔ ولایت کبری تک اسباق طے کئے داعی اجل کو لبیک کہی۔

5 بستی جمالی بلوچاں تحصیل نور پور تھل ضلع خوشاب میں حضرت نے جانا تھا۔

خدا کی قدرت راستہ کی روکاوٹ کے سبب کچھ تاخیر ہوگئی جب آپ بس سٹاپ (کاکا) پر پہنچے تو منتظمین جلسہ ناامید ہو کر واپس جا چکے تھے۔

(اب تو ماشاء اللہ پختہ سڑک ہے ہر پانچ منٹ بعد سواری مل جاتی ہے)

سفر پیدل کا تھا پھر مزید یہ کہ ریت کے ٹیلوں کا سفر گرمی کا شباب الامـــان والحفیظ

خادم سے فرمایا اگر آج ہم نہ پہنچے تو فریق مخالف بغلیں بجائیں گے انکا عالم (مشہور فرقے کا مبلغ محمد اسماعیل گوجروی) اہل السنۃ والجماعۃ کو پریشان کرے گا لہذا ہمیں تو کلاً علی اللہ چلانا چاہیے۔

مناظرہ کے امکان کے پیش نظر کتب بھی ساتھ تھیں ان دنوں حضرت کا رفیق سفر مولوی غلام اکبر ساجد مرحوم آف بھکر تھا۔

کہتا تھا ایک بیگ حضرت نے سر پر رکھا ایک میں نے اٹھایا سخت گرمی تقریباً بارہ کلومیٹر پیدل سفر کرنے کے بعد ہم بستی جمالی بلوچاں پہنچے۔ منتظمین جلسہ کی حیرت

کی انتہا ہوگئی۔

اہل السنۃ کے احباب خوش ہوگئے اور ساتھ یہ شرمندگی کہ آپ پیدل آئے ہیں تکلیف ہوئی مگر حضرت قریشیؒ نے کمال شفقت سے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ نے پہنچادیا تمھاری کوئی غلطی نہیں ہم تاخیر سے پہنچے تھے۔

برادران محترم

یہ تو بطور مثال چند واقعات عرض کیے ہیں ۔ورنہ اس قسم کے درجنوں محیرالعقول واقعات ہیں جو آپکے اخلاص وللّٰہیت کے غماز ہیں۔

تنظیم اہل السنۃ میں شمولیت

مختصر تاریخ تنظیم اہل السنۃ

جناب سردار احمد خانصاحب پتافی نے اہل السنۃ والجماعۃ کی بکھری ہوئی قوت کومجتمع کرنے کی غرض سے ۱۹۴۳ء میں تنظیم اہل السنۃ کے نام سے ایک تحریک کی بنیاد رکھی ۔جو خالصۃً مذہبی قطعاً غیر سیاسی انداز میں اہل السنۃ والجماعۃ سے متعلق احباب کی علمی راہنمائی کرے۔

اس کی مجلس شوریٰ کا پہلا اجلاس مورخہ ۱۲دسمبر ۱۹۴۳ء جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ہوا۔

بالاتفاق مجلس عاملہ کے لئے عہدیداران کا انتخاب بایں طور عمل میں لایا گیا

✪ سردار محمود خان صاحب لغاری صدر

✪ سردار احمد خان صاحب پتافی ناظم اعلی

✪ امام اہل السنۃ علامہ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری مہتمم جماعت

۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء میں بمقام امرتسر پہلا دفتر قائم فرما کر حضرت بخاریؒ نے اپنے آپ کو تنظیمی امور کے لئے وقف فرمایا۔

خداداد صلاحیت کے سبب آپ نے مختصر عرصہ میں ایک دیہاتی علاقہ کے اندر قائم ہونے والی جماعت کو تقریر و تحریر طوفانی تبلیغی دورے اور وقت کے مؤقر جرائد ورسائل کے ذریعہ ملکی سطح پر روشناس کرا دیا۔

صرف ایک سال کی محنت کا ثمرہ دیکھئے کہ ۱۹۴۵ء میں تنظیم اہل السنۃ کا لاہور کے اندر فقید المثال مرکزی اجلاس طلب کیا گیا۔

جس میں امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ

مجاہد فی سبیل اللہ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مدنیؒ

فقیہ النفس حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کے علاوہ دور دراز سے جید علماء اور با اثر زمیندار حضرات نے شرکت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اکابرین کی دعاؤں اور مخلص احباب کی محنت سے جماعت میں نامور مبلغ جرأتمند مناظر صاحب نسبت مقرر اور حقیقت پر نظر رکھنے والے اہل قلم کی اچھی خاصی تعداد شامل ہو کر مصروف عمل ہوئی۔

خود بانی تحریک تنظیم اہل السنۃ سردار احمد خان صاحبؒ نے حضرت قریشیؒ کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دی جسے آپ نے بخوشی قبول فرما کر باقاعدہ رکنیت

اختیار فرمائی۔ پھر تادم زیست تنظیم اہل السنۃ کی تعمیر و ترقی کے لئے وہ فقید المثال محنت اور قربانیاں دی جس کا زمانہ معترف ہے۔

بقول امام اہل السنت حضرت بخاریؒ

اگر حضرت قریشی صاحب جماعت پر خرچ نہ فرماتے تو انکے گھر کی اینٹیں سونے کی ہوتیں۔

آپ مختلف اوقات میں جماعت کے صدر، ناظم اعلی اور صدر مبلغین کے جلیل القدر عہدہ پر فائز رہے۔

کوئی بھی منصف مزاج غیر متعصب سنی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ تنظیم کے بانی اگر چہ حضرت سردار صاحبؒ تھے مگر کراچی سے لے کر درہ خیبر تک قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر، علماء و عوام میں جس شخصیت نے تنظیم کو متعارف کرایا۔

عام دینی تبلیغی اجتماعات سے لیکر ملک کی نامور علمی دینی درسگاہوں تک جس کی شخصیت سے تنظیم متعارف ہوئی وہ حضرت العلامہ مولانا دوست محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات تھی۔

آپ کو تنظیم کی زبان سمجھا جاتا حضرتؒ کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ تھا۔

سر زمین ملتان کا عجیب مقدر

معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ملتان کی سرزمین کو اولیاء اللہ مبلغین اسلام کے لئے چن لیا ہے۔ بالآخر باہمی مشاورت سے تحریک تنظیم اہل السنۃ کا مرکزی دفتر ملتان

منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

کچھ عرصہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان کرایہ کے مکان میں کام ہوتا رہا۔ پھر چوک نواں شہر بالمقابل گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول چاہ ڈکراں والا کے ملک صاحبان نے ایثار فرمایا کہ مسجد اور دفتر کے لئے زمین مرحمت فرمائی۔

موجودہ دفتر کی جب بنیاد رکھی گئی راقم الحروف اس وقت حضرت والد گرامیؒ کے ساتھ تھا۔

پہلی اینٹ حضرت والد صاحب نے رکھی

دوسری اینٹ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانصاحب نے

اور تیسری اینٹ امام اہل السنۃ حضرت العلامہ سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے رکھی۔

بلاخوف ترید کہا جاسکتا ہے کہ تنظیم اہل السنۃ کے مبلغین نے ردشرک، بدعت ورفض، واصلاح معاشرہ کے لئے جو کام کیا انشاءاللہ رہتی دنیا تک اچھے لفظوں سے یاد کیا جائے گا۔

حقیقت بین مورخ جب بھی قلم اٹھائے گا تو وہ کارکنان تحریک تنظیم اہل السنۃ کو خراج تحسین پیش کیئے بغیر اپنے ضمیر کو مطمئن نہ پائے گا۔

کل تحریک تنظیم اہل السنۃ کے قافلہ میں

- امام اہل السنۃ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری۔
- رئیس المناظرین پیر طریقت علامہ دوست محمد صاحب قریشیؒ۔

✪ امام المناظرین حضرت العلامہ محمد عبد الستار صاحب تونسوی۔
✪ محقق اہل السنۃ علامہ خالد محمود صاحب فاضل دیوبند۔انگلینڈ
✪ مناظر اسلام مولانا عبد الحی صاحب فاضل لکھنو جام پور
✪ خطیب اسلام مولانا قائم الدین صاحب عباسی۔
✪ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی۔فیصل آباد۔
✪ خطیب اہل السنۃ مولنا عبد الشکور صاحب۔دین پوری
✪ امام الملوک والسلاطین مولانا عبد القادر صاحب۔آزاد
✪ فاتح مرزائیت مولانا منظور احمد چنیوٹی
✪ مبلغ اسلام مولانا حافظ عطاء اللہ صاحب لیہ
✪ مبلغ اسلام مولانا حافظ اللہ وسایا صاحب فاضل دیوبند ڈیرہ غازی خان
✪ مقرر خوش الحان مولانا سید عبد الرزاق صاحب بانر شریف
✪ خطیب اسلام مولانا عبد المجید صاحب ندیم
✪ عالم باعمل مولانا قاری محمد نصر اللہ صاحب جھنگ
✪ واعظ خوش بیان مولانا عبد العزیز صاحب دریا خان
✪ خطیب بے مثال مولانا قاری عبد الکریم صاحب ڈیرہ غازی خان
✪ خطیب اسلام مولانا محمد سلیمان طارق
✪ خطیب اسلام مولانا محمد حسین چنیوٹی
✪ شاعر اسلام جناب خان محمد کمتر میانوالی

✪ شاعر تنظیم جناب محمد نواز فردوسی۔ڈیرہ اسماعیل خاں

اوران کے علاوہ ڈھیر سارے بزرگ باہمی محبت والفت خلوص وللّٰہیت کے جذبہ سے سرشار ہوکر اپنی منزل کی طرف گامزن رہے۔

مگر آج کی تنظیم سے متعلق کچھ گذارش کرنے سے قاصر ہوں ۔آنے والے وقت میں مؤرخ خود ہی تجزیہ ھدیہ قارئین کریگا۔

کوٹ ادو میں مستقل قیام

ناز کر تو اپنی رفعت پر اے زمین کوٹ ادو
مدتوں تک تو رہی اک مرد باخدا کے زیر قدم

جب حضرت الشیخ مولانا عبدالمالک صاحبؒ نے خرقہ خلافت عطاء فرمادیا تو مخلوق خدا بکثرت آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوکر فیض یاب ہونے لگی۔

رب العزت کی قدرت حلقہ ارادت زیادہ تر شمالی علاقہ (اٹک ،پنڈی ،سرگودھا، جھنگ ،بھکر،لیہ) کی طرف بڑھنے لگا تو حضرتؒ نے استاذ العلماء حضرت مولانا محمد مسعود صاحب مدظلہ بانی مدرسہ دارالعلوم مدنیہ کوٹ ادو کے مشورہ سے اور بار بار استخارہ کے نتیجہ میں کوٹ ادو کو ہی منتخب فرمایا۔

چنانچہ ۱۹۶۴ء میں باقاعدہ کوٹ ادو منتقل ہوگئے۔

چوہدری فاروق احمد صاحب مرحوم نے وارڈ نمبر ۱ میں مسجد کے لئے رقبہ وقف فرمایا، جہاں پر جامع مسجد نقشبندی کی بنیاد رکھی گئی ساتھ ہی مدرسہ فرقانیہ کے نام سے تحفیظ قرآن مجید کا ادارہ قائم کیا،**الحمد لله ثم الحمدلله**

ع چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

کے مصداق مسجد و مدرسہ آباد ہیں

دینی خدمات

جامع مسجد نقشبندی کوٹ ادو

اس کی بنیاد حضرت الشیخؒ نے اپنے دست مبارک سے رکھی، ابھی کام ابتدائی مراحل میں تھا کہ آپ کا انتقال پر ملال ہوگیا: پھر علاقہ کے نہایت ہی واجب الاحترام رئیس اعظم جناب الحاج میاں غلام رسول صاحب قریشیؒ کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ میں مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی مسجد کا کمرہ 55 × 75 رقبہ پر مشتمل ہے۔

مسجد فرزندان توحید سے کچھا کچھ بھری ہوتی ہے اور مسلک حقہ کی برملا اشاعت کا مرکز ہے۔

مدرسہ فرقانیہ

حضرت والد صاحب کے زمانہ میں یہاں صرف تحفیظ قرآن مجید اور درجہ ثانیہ تک کی تعلیم دی جاتی تھی، مختلف درجات میں پندرہ بیس مسافر طلباء رہائش پذیر تھے۔ حضرتؒ نے جس خلوص سے اسکی بنیاد رکھی تھی اور شب و روز دعائیں فرمائیں تھیں اس کا نتیجہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

بندہ عاجز نے دورہ حدیث کرنے کے بعد مدرسہ کی طرف زیادہ توجہ دی کام بڑھ گیا اور جگہ ناکافی ہوگئی دست قدرت نے غیب سے معاونت فرمائی

شہرکوٹ ادو کے معروف حکیم وطبیب مکرمی جناب حکیم انوار احمد خانصاب نے اپنے والد گرامی حضرت الاستاذ قاری رحیم الدین صاحبؒ کے دست مبارک سے قائم شدہ مدرسہ مکمل طور پر ہمارے مدرسہ کی مجلس شوری کے سپرد فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کار خیر پر اپنی شایاں شان جزاء عطاء فرماویں۔ آمین ثم آمین

نئے مدرسہ کی بنیاد استاذ العلماء محقق وقت حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ رئیس جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین اکاوڑیؒ نے دیگر اکابر کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے رکھی۔ قلیل عرصہ میں ادارہ نے تعمیری وتعلیمی طور پر خواطر خواہ ترقی کی۔

- آج نئے مقام پر بحمد اللہ کام بڑی خوش اسلوبی سے شروع ہے۔
- اس وقت تقریباً بیس لاکھ سے زائد خطیر رقم تعمیر پر صرف ہو چکی ہے۔
- کل رقبہ تقریباً ۱۴ کنال ہے۔
- قرآن مجید ناظرہ وحفظ کے علاوہ موقوف علیہ تک تعلیم دی جارہی ہے
- تاوقت تحریر پانچ صد سے زائد طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں
- پندرہ اساتذہ اپنے فرائض پوری تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔

اللہم زد فزد

مختصر تعارف حضرت قاری رحیم الدین صاحبؒ

پیدائش ۱۹۰۰ء وفات ۱۹۹۲ء

آپ کی پیدائش روئے پور کے قریب نوگاؤں ضلع سہارن پور (انڈیا) میں

ہوئی۔

۱۲ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سالانہ اجتماع میں تلاوت فرمائی تو ریاست مالیر کوٹلہ کے مفتی اعظم مولانا شفیق احمد صاحب نے آواز وادائیگی تلفظات کو خوب سراہا۔ پھر تجوید قرأت کے لئے اپنے ساتھ لے گئے۔

آپ نے وہاں منشی فاضل اور مولوی فاضل کا کورس کیا ساتھ ساتھ مدرسہ میں تدریس بھی فرماتے رہے۔

۱۹۳۰ء میں مدرسہ فیض عام لدھیانہ میں پانچ سال تدریس کے فرائض سر انجام دیئے بعد ازاں لدھیانہ ہائی سکول میں بطور فارسی ٹیچر ملازمت اختیار کر لی مگر مسجد مدرسہ سے تعلق برقرار رہا۔ فارغ اوقات میں قرآن مجید کی تعلیم دیتے

۱۹۴۷ء میں ہجرت کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول خیر پور ٹامیوالی میں فارسی ٹیچر مقرر ہوئے۔

ریٹائرڈ ہونے کے بعد کوٹ ادو کو مستقل مسکن بنایا تقریباً تیس سال تک مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم میں شعبہ تحفیظ القرآن کے علاوہ مدرسہ کی تعمیر وترقی میں نمایاں خدمت کی۔ علاقہ میں ہزاروں شاگرد موجود ہیں مورخہ 23/1/92 میں داعی اجل کو لبیک کہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

نوٹ

حضرت والد صاحب کے بعد امام المناظرین حضرت العلامہ مولانا

عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ کے زیر اہتمام مجلس شوری کا قیام عمل میں لایا گیا، جس نے حضرت تونسوی مدظلہ کے مشورہ سے تمام امور سنبھالے۔

اسماء گرامی مجلس شوری

- امام اہل السنۃ سید نور الحسن بخاری۔
- مناظر اسلام علامہ محمد عبدالستار تونسوی۔
- عالم باعمل حضرت مولانا محمد جمال صاحب۔
- عزت مآب میاں غلام رسول صاحب قریشی۔
- مکرمی حاجی خدا بخش صاحب ڈنہ۔
- جناب حاجی محمد عبداللہ صاحب کورائی۔
- محترم فقیر اللہ وسایا صاحب۔
- جناب عبدالغفور خاں گاڈی ایڈووکیٹ۔
- جناب حافظ احمد بخش صاحب۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت تونسوی زید مجدہ نے حضرت والد صاحبؒ کی وفات کے بعد ہر قسمی معاملات میں سرپرستی فرما کر تعلق ہمدردی وایثار کی وہ اعلیٰ روایت قائم فرمائی جس کی مثال زمانہ قریب میں ملنا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت تونسوی دامت برکاتہم کا سایہ عطوفت وبرکت تمام اہل اسلام کے سروں پر تادیر سلامت رکھیں اور آپ کو صحت وعافیت سے نوازیں۔

آمین ثم آمین۔

دارالمبلغین

درحقیقت اس تربیتی مرکز کا نام ہے جس کی بنیاد امام اہل السنّت حضرت لکھنوی نوراللہ مرقدہ نے لکھنو میں رکھی تھی۔

اسی مناسبت سے تنظیم اہل السنۃ نے بھی پاکستان میں دارالمبلغین کے نام سے ادارہ قائم کیا۔

- جس میں امام اہل السنۃ مولانا سید نورالحسن شاہ صاحب بخاریؒ۔
- رئیس المناظرین علامہ دوست محمد صاحب قریشیؒ۔
- امام المناظرین علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی۔
- رئیس المتکلمین علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ۔
- محقق اہل السنۃ علامہ محمد نافع صاحب مدظلہ محمدی شریف جھنگ۔
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر صاحب۔
- فاتح عیسائیت مولانا عبدالرحیم منہاج۔
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب۔
- فاتح ربوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔
- وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اکاڑوی رحمہم اللہ۔

نے وقتاً فوقتاً فرق باطلہ کے خلاف عملی طور پر علماء کو تیار فرمایا۔

جس کے نتیجہ میں آج بحمد اللہ ملک میں کامیاب مناظرین کی اچھی خاصی کھیپ موجود ہے۔

اکابرینِ تنظیم نے ضرورت کے مطابق فیصل آباد، کھروڑپکا اور دیگر مقامات پر دارالمبلغین کے نام سے شعبان المعظم اور ماہ رمضان المبارک میں تربیتی کورس کا اہتمام فرمایا۔ مگر ۱۹۶۵ء سے مستقلاً مدرسہ فرقانیہ کوٹ ادو میں دارالمبلغین مقرر کیا گیا اور علماء فضلاء کی تربیت کا اہتمام کیا گیا۔

جس میں ملک و بیرون ملک سے جید علماء کرام منتہی طلباء تشریف لاتے اور اپنی علمی تشنگی بجھاتے۔

پھر حضرت والد صاحبؒ کی وفات کے کافی سالوں بعد نامعلوم مصلحت کے سبب اس ادارہ کو ملتان منتقل کر دیا گیا۔

نوٹ

❶ حضرت والد صاحبؒ کی زندگی میں دارالمبلغین (تربیتی کورس) جہاں بھی پڑھایا گیا صرف ایک جگہ پڑھایا گیا، ملک کے کسی دوسرے حصے میں ان دنوں ان حضرات نے نہیں پڑھایا تاکہ مرکزیت برقرار رہے۔

❷ تنظیم اہل السنۃ کی جانب سے باقاعدہ دارالمبلغین شروع ہونے سے قبل بھی حضرت قبلہ والد صاحبؒ۔

✪ جامع مسجد القریش احمد پور شرقیہ ضلع بھاول پور۔

✪ دینی درسگاہ خانگڑھ۔

✪ اور خصوصاً جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں سالانہ

ردرفض وبدعت پر فارغ التحصیل علماء اور منتہی طلباء کو درس ارشاد فرماتے، جبکہ فضیلۃ الشیخ محدث کبیر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ مشکلات القرآن پر سیر حاصل بحث فرما کر سونے پرسہاگہ کا کام فرماتے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب چوک سرور شہید، استاذ العلماء مولانا ربنواز صاحب تونسوی نے کراچی میں حضرت سے ردفرق باطلہ کورس پڑھا۔

تصنیفات

1اهل السنة پاکٹ بک

محقق علماء ومناظرین کے لئے مسلک حقہ اہل السنۃ والجماعۃ کی مکمل دستاویز ہے جس کے مطالعہ سے ہر خواندہ سنی نوجوان روافض کے بڑے سے بڑے مناظر ومبلغ کو ناکوں چنے چبوا سکتا ہے۔

بحمداللہ آج تک کسی بھی قلمکار نے اس کے جواب دینے کی جرأت نہیں کی۔

یہی وہ کتاب ہے جس نے امام اہل السنۃ سماحۃ الشیخ مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقیؒ سے خراج تحسین حاصل کیا۔

2جلاء الاذهان

حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ قابل فخر کتاب ہے جس میں رافضی عقائد ولٹریچر پر پورے ایک ہزار اعتراضات کیئے گئے ہیں۔

اس کتاب نے پورے ملک میں اہل حق کو مجیب سے سائل کی صف میں کھڑا

کر دیا۔استنباط واستخراج قابل تحسین ہیں۔

3جلاء الافھام

دشمنان صحابہ پرایک سواعتراض کا مجموعہ ہے۔

4ردالمطاعن

درحقیقت روافض کی طرف سے کیئے گئے اعتراضات کے جوابات کا بیش قیمت خرانہ ہے جومختلف اوقات میں ماہنامہ دعوت وتنظیم کے شماروں میں شائع ہوئے ،ہرسنی مسلمان کے لئے مطالعہ ضروری ہے۔

5القول الجلی فی صلوٰۃ علی

حضرتؒ نے اس میں دلائل و براہین سے ثابت فرمایا کہ امیرالمؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؓ نے خلیفۃ النبی ﷺ بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ کے پیچھے نمازیں پڑھیں فریقین کی کتب سے نہایت ہی قیمتی دلائل جمع کیئے گئے ہیں۔

6براھین اھل السنۃمکمل دو حصے

یہ کتاب اسم بامسمی ہے۔جلداول میں مسئلہ علم غیب،حاضروناظر،مختارکل، بشریت النبی ،براہین قاطعہ وبینات ساطعہ سے مسلک حقہ کی ترجمانی کی گئی ہے اورممکنہ اعتراضات کے دندان شکن جوابات موجود ہیں۔

جلددوئم میں مسئلہ ختم نبوت اورحجیت حدیث کونرالے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔یقیناً اہل السنۃ احباب کی لائبریری وکتب خانہ اس کتاب کے بغیرنامکمل ہے۔

7عظمت صحابہ

قرآن وحدیث کے علاوہ اہل السنۃ والجماعۃ اور اہل تشیع کے نامور مفسرین کے اقوال سے اصحاب رسول کی عظمت کو اس طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ کسی کو انکار کی کیا مجال۔

8مصباح المقررین

9منہاج التبلیغ

J مخزن التقاریر

وہ عظیم المرتبت کتب ہیں جن کے مطالعہ سے ہزاروں مبلغین آج منبر و محراب کی رونق ہیں۔ان کے پڑھنے سے مبتدی میں استعداد پیدا ہوتی ہے تو مقرر و خطیب کے فن خطابت میں نکھار پیدا ہوتا ہے

Kمدلل عقیدے

یہ چھوٹا رسالہ قرآن مجید پڑھنے والے بچوں کے لئے تالیف کیا گیا ہے تاکہ وہ بچپنے سے اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ونظریات کو سمجھ سکیں۔

Lتعارف خلفاء راشدین

لاجواب تالیف ہے اس میں خلفائے اربعہ کے ایک ایک سو کمالات کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

Mکشف الحقیقة عن المسائل معرفت والطریقت

اس کتاب میں صحیح تصوف وطریقت کی ترجمانی کی گئی ہے جس کا مطالعہ ان تمام الجھنوں کو دفع کرتا ہے، جو جاہل صوفیاء اور بے علم وعمل دانشوروں کی جانب سے اہل حق کے خلاف اٹھائی جاتی ہیں۔

Nالتشریح علی التلویح

کل صفحات ۳۱۳ جس کا مطالعہ اصول فقہ کی مشہور زمانہ کتاب تلویح پڑھنے پڑھانے والے اہل علم کے لئے نہایت ضروری ہے۔

Oوضاحت النحو شرح ھدایة النحو

کل صفحات ۳۳۰

میں آپ نے سہل انداز میں طلباء کو نحو کے مشکل مقامات ومباحث سمجھانے کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔ نیز زید بکر عمرو جیسی امثلہ کی بجائے قرآنی آیات وعربی واشعار سے ہر نحوی ضابطہ کی مثال پیش فرمائی۔

افسوس یہ دونوں قیمتی علمی سرمایہ کسی بزرگ نے حضرت کے زمانہ حیات میں ہی چوری کرلیا جس کا آپ کو کافی صدمہ رہا۔

P جامع المجربات الھاشمیہ

Q منھاج الاطباء

چونکہ حضرت ؒ مستند حکیم تھے تو ان دونوں تصانیف میں طب وحکمت کے وہ

سر بستہ راز جو صدیوں سے صیغہ راز میں تھے انہیں بڑی فراخ دلی سے طشت از بام فرما دیا۔

ان میں درج کافی نسخہ جات آج بھی حکماء کے دواخانوں کی زینت ہیں۔

R مناظرہ جھوک دایہ (ضلع جھنگ)

S مناظرہ میراں ملھہ (ضلع ملتان)

یہ ان معرکۃ الآراء مناظروں کی روئیداد ہے جس میں اللہ رب العزت نے حضرت والد صاحب مرحوم کے ذریعہ اہل السنۃ والجماعۃ کو فتح مبین عطاء فرمائی

T ماھنامہ دعوت اور تنظیم اھل السنت

حضرتؒ نے بڑی مدت تک ہر دو مشہور زمانہ جرائد کی خدمت بطور مدیر فرمائی

نظام خالص اسلام

یہ رسالہ آپ نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن کے دوران تحریر فرمایا اور سوشلزم و کمیونزم کے مقابلہ میں اسلامی نظام حکومت و معیشت کی خوبیاں عوام کے سامنے پیش فرمائیں۔

نوٹ

تقریباً اکثر کتب سفر تبلیغ میں ہی لکھیں گئی

تبلیغ

آپ کا انداز خطابت سادہ مگر دلائل و براھین سے اس طرح مبرہن کہ عام

آدمی سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ تک مستفیض ہوتا۔

آپ حضرت امیر شریعتؒ کے بعد پورے ملک میں وقت کے مقبول ترین اور مصروف ترین مبلغ اسلام تھے ملک کی کوئی عظیم الشان کانفرنس ایسی نہ ہوتی جس میں آپ مدعو نہ کیئے جاتے۔

آپ کی خطابت میں بناوٹ، تعلی، بے جا ڈینگ، میں میں کی رٹ قطعاً نہ ہوتی بلکہ انکساری سادگی للّٰہیت رفتار و گفتار سے عیاں تھی۔

عموماً حضرتؒ اپنے ساتھ علماء کو ہمسفر بناتے اسٹیج پر بولنا سکھاتے۔ علیحدگی میں اصلاح فرماتے جس کے نتیجہ میں ملک کو نامور خطیب کامیاب مقرر بہترین واعظین کی جماعت میسر آ گئی۔ **مثلاً**

- خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ
- خطیب اسلام حضرت مولانا محمد عبدالشکور دین پوریؒ
- خطیب ادیب حضرت مولانا کرم الٰہی فاروقیؒ
- فخر السادات حضرت مولانا سید عبدالرزاق شاہ صاحب
- خطیب لاثانی حضرت مولانا محمد سلیمان طارقؒ
- مقرر لاجواب حضرت مولانا قاری محمد نصر اللہ صاحبؒ
- مقرر خوش الحان حضرت مولانا قاری عطاء اللہ صاحب آف لیہ
- واعظ خوش بیان مولانا خدا بخش صاحب کروڑی
- استاذ الشعراء جناب خان محمد کمتر

اوران کے علاوہ ڈھیر سارے دوسرے حضرات

مناظرے

مناظرہ جھوک دایہ

ضلع جھنگ میں واقع مقام جھوک دایہ پر عظیم الشان فیصلہ کن مناظرہ خانقاہ سیال شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا پیر قمر دین سیالوی کی زیر صدارت واہتمام ہوا۔

مناظر اہل السنۃ والجماعۃ علامہ دوست محمد قریشی صاحبؒ

اہل تشیع کی طرف سے مناظر محمد اسماعیل گوجروی

دو دن مناظرہ میں زیر بحث آنے والے موضوع

✪ تحریف قرآن ✪ مسئلہ فدک ✪ مسئلہ حقانیت خلافت بلافصل ابوبکر صدیقؓ

مورخہ 18/9/1955 یومیہ چار گھنٹے مناظرہ ہوا۔

دوران بحث بارہا حضرت پیر سیالویؒ کھڑے ہوکر حضرت قریشی صاحبؒ کی پیشانی چومتے اور فرماتے قریشی صاحبؒ اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی وعلم میں برکت عطا فرماویں آپ نے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائی۔

بحمد اللہ ترجمان اہل السنۃ مناظر اسلام حضرت قریشی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو فتح نصیب ہوئی۔

اس مناظرہ کے سبب پورے علاقہ میں بڑھتی ہوئی شیعت کے سامنے ایک

بند بندھ گیا پھر دس سال تک پورے علاقہ میں کسی فریق مخالف کو للکارنے اور چیلنج کی جرأت نہ ہوئی۔

مناظرہ اسلام پور

اس مناظرہ کی صدارت اہل السنۃ کے شیخ محدث کبیر حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔

موضوع مناظرہ

دورد شریف

اس مناظرہ میں حضرت کی گرفت کے سامنے مشہور تبرائی مناظر محمد اسماعیل گوجروی میں تیسری نشست کے لئے کھڑے ہونے کی جرأت نہ رہی۔

مناظرہ جروار علاقہ سندہ

موضوع مناظرہ

مسئلہ بنات اربعہ

اس مناظرہ میں حضرتؒ فالج کی تکلیف کے باوجود تشریف لے گئے اپنے ساتھ معتمد شاگرد مولانا محمد حسین حیدری صاحب کو بھی جانے کا فرمایا۔

خود اسٹیج پر بیٹھ کر فرمایا میری طبیعت ٹھیک نہیں میری طرف سے حیدری صاحب مناظرہ کرینگے انکی شکست میری شکست ہوگی اور ان کی فتح میری فتح ہوگی۔

آج بھی حیدری صاحب زندہ ہیں فرماتے ہیں استاذ محترم کی موجودگی کے

سبب مجھے فریق مخالف کا عظیم مناظر محمد اسماعیل گوجروی طفل مکتب نظر آتا تھا۔

رب العزت نے اہل السنۃ والجماعۃ کو فتح نصیب فرمائی

مناظرہ پھلن علاقہ علی پور

اس مناظرہ میں مشہور رافضی عالم مناظر امیر محمد تونسوی بطور مناظر از جانب فریق مخالف مقرر ہوئے۔مگر جس وقت شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے حضرت قریشیؒ کے سامنے آیا تو دوران بحث آپ کی بارعب گرج دار آواز اور دلائل سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ زمین پر گر گیا۔یوں پروردگار نے حق کا بول بالا فرمایا۔

مناظرہ میراں ملہ شجاع آباد

موضوع مناظرہ

مسئلہ بنات اربعہ اور حقانیت خلافت اصحاب ثلاثہ۔

مناظر از جانب اہل السنۃ والجماعۃ حضرت العلامہ دوست محمد صاحب قریشیؒ

مناظر از جانب اہل تشیع محمد اسماعیل گوجروی

مورخہ ۱۵،۱۴ شوال ۱۳۸۹ھ

اس معرکۃ الآراء مناظرہ میں اپنوں کے علاوہ روافض زمینداروں نے آ کر حضرت قریشیؒ کے گلے میں فتح کے ہار پہنائے۔اختتام پر فضاء نعرہ تکبیر اللہ اکبر حقانیت اہل السنۃ والجماعۃ زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی حق کا بول بالا ہوا اور باطل خائب وخاسر ہوا۔

یہ ہے مختصر تذکرہ ان مناظروں کا جو باقاعدہ آمنے سامنے بالمقابلہ ہوئے اور اگر ان واقعات کو مناظرہ کا نام دے کر ذکر کیا جائے جہاں فریق مخالف میں سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی تو وہ ایک طویل فہرست ہے۔ ہمیں اس تالیف میں نا ہی کتاب کو ضخیم کرنے سے غرض اور نہ ہی مفصل روئیداد تحریر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ان کی روئیداد الگ الگ شائع ہو چکی ہے۔

خانقاہی نظام

قطب وقت شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صاحب نقشبندیؒ سے مجاز ہونے کے بعد بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا۔

شیخ کی توجہات کاملہ اور رب العزت کی خصوصی مہربانی کے سبب مختلف علاقوں سے مخلوق خدا جوق در جوق حاضر خدمت ہونے لگی۔ جرائم کی دنیا میں مشہور زمانہ لوگ حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے بعد مسجد کی زینت بننے لگے۔

ع　　خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ھادی بن گئے۔

اسی قسم کے ایک واقعہ کو حضرت مولانا فقیر محمد صاحب مرحوم مغفور خطیب بستی شنھیہ والا تحصیل کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ نے منظوم انداز میں پیش فرمایا۔

بود شخص بشہر شینہ والا
سرور رہزناں زچھل سالہ

بود سلطان سارقین مشہور
درشب وروز خلق ازو رنجور

گشتہ سنگدل زبد کاری
بود کارش بمردم آزاری

درشب اورا حرام خوابے بود
در رنج خلق اوبے تابے بود

خلق را ترس بے حساب بود
زیں سبب بیشتر عذا ب بود

گر برفتے بخواب یك ساعت
مردماں رادراں شد مے راحت

ہر کسے را گماں بنشستہ
برسر آ مد زدین برگشتہ

بود تیرہ رواں دواں پویاں
خلق از شر اواماں جویاں

ایمن از وے نہ خویش و بیگانہ
ورد نفریں بروز بر خانہ

ایں ہمے رفتے برسرراہے
ناگہاں برسید شاہے

چہ ہما یوں باشد آں ساعت
بخت شودنیموں دراں ساعت

چوں ہمایوں ہما بنزد رسید
ایں زراہے کہ رفت برگردید

برطرف گشتہ پس نظر میکرد
ایں نظر را بتیزوتر میکرد

چوں نظر کرد نش زحد افزود
مرکب خودرا بنزد اوبربود

پس نخست در اسلام بگفت
بعد ازاں باجواں کلام بگفت

دست بدست ہم نظر بنظر
زیں ملاقات شد عجیب اثر

صحبت مرد کامل اکسیر است
گر سعادت نوشتہ تقدیر است

آج بھی آپ کو ملک بھر میں بکثرت ایسے لوگ مل سکتے ہیں جنہوں نے حضرت قریشیؒ سے روحانی نسبت قائم کرنے کے بعد جرائم کی دنیا سے قطع تعلق کرلیا۔

لطیفہ (۱)

علاقہ رحیم یار خان میں دوران تقریر ایک شخص نے پرچی لکھی کہ اس علاقہ میں فلاں فلاں قوم کے لوگ آپ کی بیعت ہیں حالانکہ وہ قوم تو اچھی شہرت نہیں رکھتی۔

آپ نے مسکرا کر فرمایا شریفوں کا پیر تو ہر کوئی بن جاتا ہے انکا کوئی پیر بنے تو پتہ چلے

(۲)

ایک صاحب جو کہ حضرت سے بیعت تھا اس کے متعلق دوسرے صاحب بہت کچھ کہتے رہے اور حضرت سنتے رہے

پھر فرمایا بھائی پہلے وہ اللہ کا بندہ ہے پھر حضرت ﷺ کا امتی ہے تیسرے درجے میں فقیر سے تعلق ہے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

طریقہ بیعت

اگر ایک دو آدمی حلقہ ارادت میں شامل ہونے والے ہوتے تو ہاتھوں میں ہاتھ ملا کر اور اگر زیادہ جماعت ہوتی تو کپڑا اچھا کر ارشاد فرماتے سب احباب اس کو پکڑ لیں اسی طرح اگر مستورات ہوتیں تو بھی باپردہ مکان میں کپڑا بھیج کر یہ کلمات پڑھواتے۔

✪ اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔

✪ یا اللہ میں توبہ کرتا ہوں ہر اس گناہ سے جو میں نے کبیرہ کیا یا صغیرہ کیا عمداً کیا یا بھول کر

✪ یا اللہ میں وعدہ کرتا ہوں شرک کفر بدعات و رسومات زنا چوری نہیں کروں گا

✪ فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرونگا

✪ یا اللہ میں داخل ہوتا ہوں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں مجھے عمل کی توفیق عطاء فرما۔ آمین

✪ لا اله الا الله محمد رسول الله

ان کلمات طیبات کے بعد دعا فرماتے پھر ناصحانہ کلمات ارشاد فرما کر باقاعدہ پہلے سبق کی تلقین فرماتے اور روزمرہ کے لیے درج ذیل وظائف ارشاد فرماتے۔

✪ بعد نماز فجر دورد شریف ۱۰۰ مرتبہ

✪ بعد نماز ظہر لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم ۱۰۰ مرتبہ

✪ بعد نماز عصر تیسرا کلمہ ۱۰۰ مرتبہ

✪ بعد نماز مغرب کلمہ شہادت ۱۰۰ مرتبہ

✪ بعد نماز عشاء استغفر الله تعالى ربى من كل ذنب واتوب اليه ۱۰۰ مرتبہ

سیاست اسلامی

باوجودیکہ آپ کی طبع شریف پر درویشی وتصوف کا غلبہ تھا مگر تقسیم پاک وہند سے پہلے بھی اکابر نے حضرت قریشیؒ کو اپنے آبائی ضلع میں جمعیت علماء ہند کا جنرل سیکرٹری مقرر فرمایا تھا۔

تقسیم کے بعد ۱۹۷۰ء الیکشن میں اکابرین جمعیت علماء اسلام پاکستان کے حکم سے کوٹ ادو سے قومی اسمبلی کی نشست پر الیکشن میں حصہ لیا اور پچیس ہزار کے قریب ووٹ لے کر جمعیت علماء اسلام کے بینک ووٹ میں اضافہ فرمایا۔

تحریک ختم نبوت

۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی۔

جانثاران ختم نبوت جان کی بازی لگا رہے تھے۔کئی نامور علماء قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے تھے تو اس مشکل وقت میں حضرت قریشیؒ اسیران ختم نبوت کے گھروں میں جاجا کر راشن پہنچاتے اور دیگر ضروریات پوری کرنے میں کوشاں تھے

عادات وخصائل

آپ طبعی طور پر خوش اخلاق، غمخوار اور متواضع مزاج تھے۔

ہر ملنے والا یہ سمجھتا کہ جتنی محبت حضرت کو میرے ساتھ ہے اور کسی سے نہیں ناواقف ملتے وقت اجنبیت کا تصور ہی نہیں کرسکتا تھا، بلکہ یوں سمجھتا کہ مدتوں سے حضرت جانتے تھے۔

عمومی طور پر کھانا کھاتے وقت احباب کو شریک فرماتے بلکہ اپنے ہاتھ سے لقمہ بنا بنا کر انکے منہ میں دیتے۔معانقہ فرماتے تو عموماً پیشانی کا بوسہ لے کر آنے والے کا دل موہ لیتے

خوش اخلاقی

خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ فرماتے تھے کہ خطیب اسلام حضرت مولانا قاری لطف اللہ مرحوم عموماً حضرت قریشی صاحب کا ذکر خیر فرماتے رہتے تھے۔

میں نے چاہا کہ کسی ذریعہ حضرت کو فیصل آباد آنے کی دعوت دی جائے اسی سلسلہ میں دو چار علماء سے بات کی تو انہوں نے لیت ولعل سے کام لیا۔ الغرض میں خود ہمت کر کے حضرت قریشیؒ کی خدمت علاقہ جھنگ میں حاضر ہوا۔

آپ نے کھڑے ہو کر معانقہ فرمایا بڑی خندہ پیشانی سے خیریت پوچھی فرمایا کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کی لائل پور (موجودہ فیصل آباد) سے

تو حضرتؒ نے فوراً فرمایا وہاں ہمارے عزیز مولانا ضیاء القاسمی رہتے ہیں انہیں جانتے ہو میں نے عرض کی حضرت وہی خادم حاضر خدمت ہے حضرتؒ نے اور زیادہ شفقت فرمائی اور بلا تکلف تاریخ عنایت فرمائی، بس پہلی ملاقات نے دل جیت لیا اور یہ تعلق مزید بڑھتا چلا گیا۔ بلکہ تادم زیست باقی رہا۔

غمخواری وایثار

حضرت قریشیؒ بلا امتیاز مستحقین پر خرچ کرتے، رشتہ دار ہوں یا مدارس کے طلباء و اسکول کے اسٹوڈنٹ ہوں۔

حضرت کی وفات کے بعد درجن کے قریب ایسے حضرات کا علم ہوا جن کا ماہانہ خرچ آپکی ذاتی جیب سے جایا کرتا تھا۔

❶ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد قائم الدین عباسیؒ حضرت والد صاحبؒ کے نہایت درجہ مخلص ساتھی تھے۔ زمانہ طالب العلمی بھی اکھٹے گزارا اور زمانہ تبلیغ بھی

آخر عمر میں درد گردہ کا عارضہ شدید ہو گیا تو دوائی وغیرہ کے اخراجات حضرت قریشیؒ خود برداشت فرماتے

بوقت وفات حضرت عباسیؒ نے وصیت فرمائی حضرت قریشی صاحب کو کہنا میرے بچوں کا خیال کرنا اور میرا قرضہ بھی ادا کرنا (اللہ اللہ کیا باہمی تعلق تھا پیار تھا اعتماد تھا)

بحمد اللہ حضرتؒ تادم زیست ماہانہ خرچ خود جا کر پیش فرماتے۔افسوس چھ ماہ بعد والد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔

❷ عیدگاہ کبیر والا میں مولوی بشیر احمد نامی طالب علم نے تنگدستی کی وجہ سے تعلیم چھوڑنا چاہی تو اس کا خرچ اپنی جیب سے دیتے رہے یہاں تک کہ وہ مستند عالم بن کرامت کے رہنما بنے۔

نوٹ

یہ وہی مولوی بشیر احمد ہیں جنہیں اہل علم مولانا بشیر احمد خاکی رحمۃ اللہ علیہ مدیر جامعہ عثمانیہ شورکوٹ کے نام سے جانتے ہیں۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ جامعہ عثمانیہ حضرت خاکی صاحبؒ کی وفات کے بعد بھی پوری آب وتاب سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے عزیزوں کے خلوص میں برکت عطا فرماویں۔ والد کی طرح جذبہ اسلام سے سرشار رہیں۔

❸ ۱۹۷۲ء میں جب زبردست تباہ کن سیلاب آیا تو ہمارے رشتہ دار (اجداد) کافی متأثر ہوئے مجھے یاد ہے تقریباً سب کے سب کوٹ ادو تشریف لائے اور حضرتؒ نے بڑی وسعت قلبی سے ایثار و ہمدری کا مظاہر فرمایا۔

❹ تحریک تنظیم اہل السنّت کے ماہانہ اخراجات ہوں یا کانفرنسوں کے ضروریات ہوں دیگر احباب کے علاوہ زیادہ تر حضرت قریشیؒ ہی برداشت فرماتے۔

بقول حضرت بخاریؒ اگر قریشی صاحبؒ جماعت پر خرچ نہ فرماتے تو ان کے مکان کی اینٹیں سونے کی ہوتیں۔

تواضع انکساری

حضرتؒ کامیاب مبلغ، مقبول خطیب بے مثال مدرس، شیخ طریقت، عالی نسب، حکیم حاذق، باریک بین مصنف، میدان مناظرہ میں مجتہدانہ شان کے مالک ہونے کے باوجود کبھی بھی متکبرانہ انداز اختیار نہ فرماتے۔

بلکہ حضرت کی تالیفات وتصنیفات شاہد ہیں کہ اپنے لئے فقیر دوست محمد قریشی لکھنا پسند فرماتے۔

❶ ایک مرتبہ دفتر تنظیم اہل السنۃ میں ماہانہ اجلاس کے دوران مولانا قاری عبدالکریم صاحب ڈیروی اور حافظ سلطان احمد صاحب کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی معاملہ بہت زیادہ بڑھ گیا۔

تو حضرت قریشیؒ نے اپنی دستار مبارک زمین پر رکھ دی اور فرمایا یہ دونوں کے قدموں میں ہے جس طرح میں نے تمھیں لڑتے دیکھا ہے اسی طرح معانقہ کرتے دیکھوں

بس آن واحد میں دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے معافی مانگی اور بات رفع دفع ہوگئی۔

سبحان اللہ حد ہوگئی انکساری کی یہ نہ سوچا میں اتنا بڑا آدمی ہوکر اتنی عاجزی کیوں کروں

❷ ضلع جھنگ میں ایک باکردار مرد خدا رہتے تھے جن کا اسم گرامی مولانا نور محمد صاحب تھا روحانی اعتبار سے اونچے مقام کے آدمی تھے، آنکھوں سے معذور تھے۔

ایک مرتبہ حضرت قریشیؒ زیارت کے لئے حاضر ہوئے ملاقات کے بعد دو زانو ہوکر مراقبہ کی نیت سے بیٹھ گئے

کچھ دیر کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا جناب کا تعارف؟

تو حضرتؒ نے عرض کی فقیر دوست محمد قریشی

بس یہ سنتے ہی وہ بزرگ رونے لگ گئے اور فرمایا مجھے گنہگار نہ کریں آپ قریشی ہیں میں قوم کا ماچھی ہوں

حضرت قریشیؒ نے فرمایا میں قوم کے سامنے دوزانوں نہیں بلکہ اس نعمت کے سامنے ہوں جو اللہ نے آپ کو ودیعت فرمائی ہے۔

❸ ایک موقع پر خطیب اسلام مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے جماعت تنظیم سے جانا چاہا تو حضرت نے نوازش نامہ لکھا کہ اگر آپ نے جماعت چھوڑی تو فقیر کی پگڑی آپ کے قدموں میں ہوگی۔

حالانکہ مولانا دین پوریؒ شاگرد تھے

اللہ رب العزت نے حضرت کی طبیعت میں محبت والفت غمخواری رکھی تھی ہر نئے بولنے والے خطیب کو نہ صرف تنظیم میں شامل فرماتے بلکہ تربیت بھی فرماتے۔

سفر آخرت

لو كانت الدنيا تدوم لواحد

لكان رسول الله فيها مخلد

۱۹۶۹ء سے قبل صحت بالکل تندرست رہی البتہ ۱۹۶۹ء میں دوران سفر تبلیغ فالج کا حملہ ہوا مگر الحمدللہ ثم الحمدللہ مکمل طور پر اس مرض سے صحت یاب ہو گئے۔

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حصہ لیا صوبہ سندھ میں بمقام جروار مناظرہ کے لئے بھی تشریف لے گئے تبلیغی مصروفیت حسب سابق شروع ہوگئی۔لیکن اس کے باوجود مختلف ادویات وقتاً فوقتاً زیر استعمال رہتیں۔

۲۴ مئی بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد نقشبندی کوٹ ادو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا شام کو راقم الحروف (محمد عمر قریشی) کو ساتھ لے گئے بعد نماز عشاء بمقام چوک قریشی مسجد (میاں تاج محمد صاحب قریشیؒ) میں خطاب فرمایا صبح ملتان تنظیم اہل السنۃ کے ماہانہ اجلاس میں تشریف لے گئے۔

راقم الحروف بھی ساتھ تھا۔کچھ وقت ملک امیر بخش صاحب کھوکھر (جو کہ داخل سلسلہ تھا) کے مکان (نزد ریلوے اسٹیشن ملتان) پر آرام فرمایا پھر ملک صاحب کے ہمراہ حسین آگاہی ایک مخصوص دوکان پر لے جا کر فرمایا ملک صاحب محمد عمر کو کھیر کھلاؤ۔اس دن غیر معمولی محبت و پیار تھا۔

آپ نے سفر پر جانا تھا مجھے کوٹ ادو کے لئے روانہ کیا تو خلاف معمول کئی مرتبہ گلے سے لگایا...... بوسے لئے ......خود رکشہ روکا سوار کر کے الوداع فرمایا۔

مجھے معلوم نہ تھا آج میری ابو سے آخری ملاقات ہے...... میں یتیم ہونے والا ہوں...... میرے سر سے سایہ پدری اٹھنے والا ہے...... کل میں والد کی شفقت کے لئے ترستا رہوں گا...... لوگ میرے سر پر ہاتھ رکھیں گے...... پیار کریں گے...... محبت وشفقت کریں گے...... مگر یتیم سمجھ کر

مجھے علم نہ تھا کہ میری بیوہ ماؤں یتیم بہنوں کا مجھے کفیل ہونا ہے...... ورنہ زندگی کے باقی دو دن میں ابو کو اکیلے نہ چھوڑتا...... کبھی اکیلا نہ چھوڑتا...... اور نہ ہی میرے والد کو یہ خبر تھی کہ میرے معصوم بیٹے کے سر پر اتنا بڑا بوجھ آنے والا ہے...... کل میرے معصوم بیٹے نے میری دستار و پگڑی سر پر باندھنی ہے...... نہیں نہیں اوروں نے اس کے سر پر باندھنی ہے۔

یقین جانیئے...... اگر ان کو علم ہوتا مجھے یقین ہے وہ مجھے ساتھ لے جاتے ...... مجھے اکیلا نہ چھوڑتے...... کیونکہ اکلوتا بیٹا ہونے کے سبب ان کے مستقبل کی امیدیں میرے ساتھ وابستہ تھیں...... ان کو بھی مجھ سے اتنی محبت تھیں جتنی کسی اور شفیق باپ کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے۔

قلم تو چاہتی ہے کہ کچھ اور درد دل بھی زیب قرطاس کروں مگر سوچتا ہوں کہیں اصل مقصود تک نہ پہنچ سکوں اس لئے اس پر اکتفاء کرتا ہوں۔

بھرحال آپ بھکر کی طرف تشریف لے گئے۔

۲۶ مئی ۱۹۷۴ء بروز اتوار بستی ملانوالی تحصیل وضلع بھکر میں بعد نماز ظہر خطاب فرمایا۔ شام کو بھکر اسٹیشن پر پہنچے۔ ارادہ تھا کہ فخر سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد

عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ ملتان میں زیر علاج تھے اور اپریشن ہونا تھا) کی خدمت ملتان حاضری دیجائے۔

عشاء کی نماز ریلوے اسٹیشن بھکر کی مسجد میں ادا فرمائی مرید و متعلقین حاضر خدمت تھے۔ آپ ان سے وعظ و نصائح ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک عزیز نے بجلی کا بلب بجھا دیا۔

حضرتؒ نے فرمایا میاں ہوسکتا ہے یہ چہرے پھر ایک دوسرے کو نہ دیکھیں بجلی جلنے دو یہاں تک کہ گاڑی کا ٹائم ہوگیا ملتان کا ٹکٹ لیکر پلیٹ فارم پر تشریف لائے۔

احباب نے سونے کے لئے برتھ پر جگہ بنائی گاڑی بالکل جانے کے لئے تیار تھی کہ فرمایا سامان اتارلو دل میں کچھ تکلیف محسوس ہورہی ہے۔

سامان اتارلیا گیا ساتھ ہی ریلوے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب کو بلایا اس کے پاس مطلوبہ دوائی نہ تھی طبیعت زیادہ بگڑنے لگی تو آپ نے نیچے کپڑے پر بیٹھ کر سب کو توبہ کا گواہ بنایا...... باآواز بلند کلمہ طیبہ کا ورد فرمانے لگے۔

چارپائی پر اٹھا کر سول ہسپتال بھکر لے جایا گیا حضرت چارپائی پر آیۃ الکرسی پڑھتے گئے۔

سول ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب نے جس وقت دیکھا تو نوشتہ تقدیر سناتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگا اور کہنے لگا آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا روح پرواز کرچکی ہے مگر چہرہ کی تروتازگی سے موت کا وہم تک نہیں ہوتا۔

از سر بالیں من برخیز اے ناداں طبیب
کہ درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

پھر کیا تھا ہر شخص عالم حیرانگی میں دم بخود تھا

کچھ دوستوں نے ہمت کی حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درالھدیٰ ی بھکر امیر جمیعت علماء اسلام صوبہ پنجاب۔ ہمدرد قوم جناب حافظ ممتاز علی صاحب مرحوم مدیر جامعہ رشیدیہ بھکر۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد رمضان صاحبؒ فاضل دیوبند مدیر جامع العلوم عیدگاہ شمالی بھکر کو اطلاع دی۔

ان حضرات کی سعی سے دوسرے ٹائم آنے والی گاڑی کے ذریعہ آپ کے جسد خاکی کو کوٹ ادو لایا گیا۔

ہمیں بذریعہ فون جامعہ مظاہر العلوم کوٹ ادو سے پہلی اطلاع دی گئی۔ ہمارا کیا حال تھا ضبط تحریر میں نہیں لاسکتا یہ کیفیت وہی جانتا ہے جو کہ..................

کوٹ ادو کے اہل دل مسلمانوں نے ساری رات جاگ کر گزار دی ...... بازار بند تھے...... مرد عورت بوڑھے جوان غم کی تصویر بنے ہوئے تھے۔

اتنے میں ۲۷ مئی بروز پیر ۱۹۷۴ء صبح گاڑی کوٹ ادو اسٹیشن پر پہنچی سینکڑوں معتقدین پہلے سے موجود تھے کل جو شخصیت خود چل کر لوگوں کو گلے ملتی تھی مسکراتے ہوئے چہرہ سے آنے والے احباب سے خیر و عافیت دریافت کرتی تھی آج اسے کندھوں پر اٹھانے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کوشاں نظر آتا تھا۔

وجود مسعود کو گھر لایا گیا غسل دینے کے بعد عام دیدار کے لئے مدرسہ فرقانیہ

کے کمرہ میں انتظام کیا گیا۔

امام اہل السنۃ سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ سرمایہ اہل السنۃ علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ دروازہ پر کھڑے آنے والے علماء فقراء طلباء غرض ہر طبقہ کے افراد سے تعزیتی پیغام وصول کر رہے تھے۔

شیخ کی موت کی خبر نا معلوم کس ہاتف غیبی کے ذریعے پورے ملک میں پہنچ گئی اور شام پانچ بجے ریڈیو پاکستان نے بھی خبر نشر کر دی۔

ہر علاقہ کے مریدین شاگرد معتقدین دھاڑیں مارتے ہوئے مسجد نقشبندی میں داخل ہو رہے تھے...... ہر طرف غم ہی غم تھا۔

بالآخر بعد نماز ظہر جنازہ اٹھایا گیا تو مسجد کا محراب اپنے خطیب کی جدائی پر...... مدرسہ اپنے باکمال مدرس کے صدمہ پر...... خانقاہ اپنے سجادہ نشین کے فراق پر رو رہے تھے۔

اجتماع زیادہ ہونے کے سبب بڑے بڑے لمبے بانس چار پائی کے ساتھ باندھ دیئے گئے تھے تا کہ لوگ کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں شہر کی تمام مساجد سے شیخ کی روانگی کے اعلانات ہو رہے تھے۔

شہر مکمل طور پر سوگ میں بند تھا ریل گاڑی بسیں غرض ہر قسمی ٹریفک جام تھی مکانات اور دوکانوں کی چھتوں پر مستورات باپردہ ہوکر اپنے روحانی باپ کا سفر آخرت دیکھ رہی تھیں۔

ٹھیک چار بج کر پانچ منٹ پر گورنمنٹ ہائی سکول کوٹ ادو کے گراونڈ میں

ہزاروں فرزندان توحید نے امام اہل السنۃ استاذ المناظرین حضرت العلامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ ہائی سکول کے وسیع وعریض پلاٹ کچھا کچھ بھرے ہوئے تھے۔

بعدازاں آہوں سسکیوں کے ساتھ نقشبندی جامع کے قریب ذاتی پلاٹ میں اپنی والدہ ماجدہؒ اور برادر عزیز مولانا فیض محمد صاحب کے پہلو میں ہزاروں بھٹکے ہوئے لوگوں کے رہنما...... ہزاروں تلامذہ کے استاذ کل...... ہزاروں سالکین طریقت کے مرشد کامل...... درجنوں یتیموں ...... بیواؤں کے سہارا ...... ہزاروں علماء کے مرجع ......اور سواد اعظم اہل السنۃ والجماعۃ کے ترجمان کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

انا لله وانا اليه رجعون

بزم تھی ساقی تھا مے خانہ تھا
خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

قطعه تاریخ وفات

مرشد ورہنما دین کامل
آفتاب ہدی دین کامل

مخزن العلوم ومنبع جو دست
کبر وبخل ازوجوداو مفقود است

کاوش او بوداعلاء کلمہ حق
درہمہ وقت ازیں ببرد سبق

مقصد زندگی او رضاء مولی
که رضاء خدا از ہمہ اولی

ماہر علوم درفنون ہمہ
دشمن دین شدہ زبوں ہمہ

بود آراستہ بخلق عظیم
نواب و صدر مرکز تنظیم

بود تنظیم از و بفوق عروج
اندر این دم ببیں که شد مفلوج

بود چهارم جمادی الاول
زیں جہاں رفت مرشد اکمل

سیزدہ صدز ہجرت احمد
ہم بیفزابداں چهارو فود

گہہ بفردوس وگہہ بدار قرار
ہم بروررحمت بباد ہر بار

یاالہیٰ توئی رحیم وکریم
دارایں دوست را بدار نعیم

از مولانا فقیر صاحب شینہ والا

حضرت الشیخ رحؒ کے ارشد تلامذہ

✪ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمان صاحب۔ مدیر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

✪ حضرت مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب۔ شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

✪ حضرت مولانا حبیب اللہ مختار صاحب مدیر جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

✪ حضرت مولانا بدیع الزمان صاحب استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

جب آپ (قریشی صاحب) سالانہ تعطیلات میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ (علامہ بنوریؒ ٹاؤن) جا کر ردفرق باطلہ پڑھاتے تھے

✪ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب۔ سرپرست اعلی سپاہ صحابہ پاکستان

✪ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری۔ صدر مجلس علماء اہل السنۃ پاکستان

✪ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جنرل سیکٹری ختم نبوت مومنٹ پاکستان

✪ حضرت مولانا عبدالقادر آزاد۔ خطیب بادشاہی مسجد جامع مسجد لاہور

✪ حضرت مولانا غلام قادر صاحب۔ خلیفہ مجاز حضرت لاہوری ناظم اعلی تنظیم اہل السنۃ پاکستان

✪ حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری۔ مرکزی راہنما جمیعت علماء اسلام پاکستان

✪ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب ۔ شیخ الحدیث جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید

✪ شہید اسلام مولانا محمد عبداللہ صاحب اسلام آباد

✪ حضرت مولانا حق نواز صاحب جھنگوی۔ سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان

انکے کے علاوہ ایران بنگلہ دیش افغانستان برما افریقہ سے تشریف لانے والے اور پاکستان سے جید علماء کرام جنہوں نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی۔ دارالمبلغین ۔فیصل آباد۔ کہروڑپکا۔احمد پورشرقیہ۔ملتان اورکوٹ ادو میں مناظرہ پڑھا

خدام خاص

✪ مولانا غلام فرید صاحب علاقہ جتوئی تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ حال مقیم صادق آباد
✪ مولانا عبدالھادی صاحب بستی خیرشاہ تحصیل کروڑلعل عیسن ضلع لیہ حال مقیم قطر
✪ مولوی محمد قاسم صاحبؒ سنانواں تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

یہ حضرات کافی عرصہ تک حضرتؒ کی خدمت میں رہے اور مسجد مدرسہ وخانقاہ کا نظام سنبھالا۔

✪ حافظ احمد بخش صاحب خطیب جامع مسجد کمنگراں والی کوٹ ادوان کی بیعت اگرچہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے تھی مگر پوری زندگی لنگر کی خدمت میں گذاردی

کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ 24/4/2006 کو وفات پائی۔اللہ تعالیٰ جنت الفردوس نصیب فرماویں آمین ثم آمین۔

✪ فقیر اللہ وسایا صاحب متوطن بیٹ تھوری والا تحصیل وضلع لیہ انھوں نے حضرتؒ کی زندگی سے لے کر بعد وفات تقریباً ۲۲ سال شیخ کے دروازہ کی لاج رکھی۔

حقیقت یہ ہے حضرت کی وفات کے بعد مدرسہ خانقاہ کا نظام گھریلو اخراجات مکتبہ اہل السنۃ کوٹ ادو اور راقم الحروف کی تعلیم وتربیت میں بھائی اللہ وسایا صاحب کا ناقابل فراموش کردار ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطاء فرماویں۔

آج کل اپنے وطن واپس چلے گئے ہیں مگر ربط وتعلق حسب سابق ہے
مدرسہ کا ماہانہ آمد وخرچ حساب کتاب کے نگران ہیں۔

حضرت الشیخ کے خلیفہ مجاز

✪ مولانا خلیفہ جلال دین صاحب ولد حاجی عمر دین صاحب قوم کمبوہ ساکن چک نمبر ۱۴۱ نزد اسٹیشن بخشن خان تحصیل چشتیاں ضلع بھاولنگر۔

نہایت متواضع ذاکر شاغل انسان تھے قرآن کریم کی تلاوت بکثرت فرماتے تھے۔شیخ سے فنافی الشیخ کی حد تک محبت تھی ،قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی مسکین پوریؒ کے صحبت یافتہ تھے ۱۳۹۸ھ میں وفات ہوئی ۷۴ سال عمر پائی۔

uments\My Pictures\22223.bmp not found.

فاضل دیوبند نور اللہ مرقدہ

اجازت نامہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

واضح رہے کہ محترم حاجی جلال الدین صاحب ولد حاجی عمر دین صاحب ساکن چک نمبر۱۴ جلال آباد واقع بر نہر فورڈ نزد اسٹیشن بخشن خان ضلع بہاول نگر تحصیل چشتیاں نے اس عاجز کے پاس کمال ہمت اور خلوص کے ساتھ اسباق سلوک مطابق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ مالکیہ از لطیفہ قلب تا لطیفہ سلطان الاذکار معہ نفی اثبات وجمیع مراقبات ومشاربات طے کیے ہیں۔ اس عاجز کے نزدیک حضرت خلیفہ صاحب اس کے اہل ہو چکے ہیں کہ یہ دنیا کو ذکر الٰہی کے فیض سے مستفیض فرمائیں۔

یہ عاجز ان کو اجازت دیتا ہے کہ صاحب موصوف لوگوں کو سلسلہ میں داخل کریں اور ترغیب ذکر وفکر دیں اور خود سنت نبویہ علی صاحبہا التسلیمات پر عمل پیرا رہیں اور اس گناہ گار کو نیز پورے اصحاب سلسلہ کو اپنے اوقات مخصوصہ میں ادعیہ صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔

وما ارید الا الاصلاح ما استطعت

فقیر دوست محمد قریشی عفی عنہ

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھج

حضرت الشیخ قریشی نور اللہ مرقدہ اکابر علماء و معاصرین کی نظر میں

محدث کبیر استاذ الکل فی الکل حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ

نے ماہنامہ الحق میں حضرت کی موت کو اہل حق کے لئے ایک نا قابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے ان کے مشن کو زندہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔

محدث اعظم آیت من آیات اللہ حضر ت الشیخ علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ

نے ماہنامہ بینات میں بایں طور تاثرات بیان فرمائے۔

افسوس کہ ہمارے محبّ و مخلص باخدا عالم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشیؒ بتاریخ ۳ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ ۲۶ مئی ۱۹۷۴ء ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم سے جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (ہند) کے ۱۳۵۸ھ میں دورہ حدیث کے ایک طالب علم کی حیثیت سے تعارف و تعلق ہوا۔

مرحوم ابی داود شریف کے چند ممتاز طلبہ کے ساتھ میرے درس میں شریک تھے ایک مخلص تلمیذ اور خادم کی حیثیت سے یہ توقع اس وقت تھی کہ اگر عمر نے وفا کی تو یہ مسلک اہل علم کا ایک تابندہ گوہر ہوگا۔

فراغت کے بعد عرصہ دراز تک مختلف مدارس میں علوم دینیہ کا درس دیا پھر رد

فرق باطلہ میں امتیازی خصوصیت کے حامل بنے اور تھوڑے عرصہ میں ایک ممتاز شعلہ فشاں اور فصیح اللسان خطیب کی حیثیت سے پاکستان میں ان کا تعارف ہوا اور ساتھ ہی ساتھ نقشبندی سلسلہ میں حضرت عبدالمالک صاحب نقشبندی شیخ طریقت کے (جو حضرت مولانا فضل علی قریشیؒ کے خلیفہ تھے) دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور قلیل عرصہ میں اپنی قوۃ مجاہدہ کے وجہ سے خلیفہ مجاز بن کر خود شیخ طریقت بھی بن گئے۔

اس باطنی نسبت کی بناء پر عام شعلہ بیان خطباء کے عیوب سے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی۔

باوجود شیخ طریقت عمدہ مقرر مشہور عالم ہونے کے اخلاق میں تواضع اور اپنے اکابر سے عقیدت مندی ووابستگی آخر تک قائم رہی۔

کوٹ ادو میں درسگاہ وخانقاہ کی بنیاد بھی ڈال دی اور وہی آخری قیام گاہ بھی ثابت ہوئی۔

کچھ عرصہ پہلے فالج ولقوہ کا حملہ ہوا تھا حق تعالیٰ نے شفاء کاملہ عطا فرمائی اور تقریروں کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

مرحوم خوبصورت خوب سیرت باوقار سنجیدہ مزاج تھے، حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اسلوب پر خطابت کا انداز تھا۔

حافظہ عمدہ تھا حضرت شاہ بخاری کے بعض خصوصی مواعظ وتقاریر کے گویا حافظ تھے اللہ تعالیٰ نے باوجود کمالات کے حب جاہ ومال سے محفوظ فرمایا تھا اور ایک

بے دار دماغ درد مند دل سے نوازا تھا۔

اہل السنۃ پاکٹ بک بجواب شیعہ پاکٹ بک وغیرہ جیسی کتابیں یادگار چھوڑ چکے ہیں۔

کچھ عرصہ سے مدرسہ عربیہ اسلامیہ (بنوری ٹاؤن کراچی) کے شعبہ ردفرق باطلہ کے لئے ایام تعطیلات میں تشریف لایا کرتے تھے اور تعلیم وتربیت وامتحان کے بعد سند مدرسہ دی جاتی تھی۔

اس قحط الرجال کے دور میں ان کا وجود بساغنیت تھا۔ افسوس کہ جو شخصیت جاتی ہے اس کی جگہ خالی ہو جاتی ہے۔

حق تعالیٰ کی ہزاروں ہرا ز رحمتیں ان پر ہوں، درجات عالیہ نصیب ہوں۔ ان کی دینی تبلیغی تربیتی خدمات بارگاہ ربوبیت میں قبول ہوں اور اس کے اجر وثواب سے یوم محشر میں مالا مال ہوں۔ آمین

مفکر اسلام بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

نے گھر آ کر تعزیت فرمائی اور شیخ کی ایک ایک خوبی کا ذکر خیر فرماتے رہے کافی دیر تک خانقاہ میں قیام فرمایا۔

قائد ملت اسلامیہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نور اللہ مرقدہ

نے دفتر تنظیم اہل السنۃ ملتان تشریف لا کر فرمایا تنظیم اہل السنۃ اپنے قائد اور اہل السنۃ والجماعۃ عظیم ترجمان سے محروم ہوگئی۔

شیخ العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستیؒ

کچھ عرصہ بعد کوٹ ادو تشریف لائے اور فرمایا ساتھی بچھڑتے جا رہے ہیں مولانا قریشیؒ خاصان خدا میں سے تھے جو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

مرجع العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب مدظلہ

نے بندہ کو ۱۹۸۶ء گوجرانوالہ جامع مسجد ختم نبوت میں فرمایا حضرت قریشیؒ اور ہم نے کئی تبلیغی اسفار اکٹھے کئے۔

✪ جب پہلا بیان سنا تو میں نے کہا آپ بہت بڑے خطیب ہیں۔

✪ جب براہین اہل السنۃ سامنے آئی تو میں سمجھا محقق ہیں۔

✪ جب اہل السنۃ پاکٹ بک اور جلاء الاذہان دیکھی تو میں نے فیصلہ کیا آپ باریک بین مدقق فاضل ہیں۔

مرشد العلماء حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انورؒ

حضرت علامہ دوست محمد قریشی انتقال فرما گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علامہ مرحوم بھکر میں ایک تبلیغی جلسہ سے خطاب کرنے کے بعد عازم سفر تھے کہ ریلوے اسٹیشن پر انہیں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔

حضرت علامہ مرحوم ومغفور نے اپنی زندگی تبلیغ واشاعت دین کے لئے وقف کر رکھی تھی انکے انتقال سے علمی ودینی حلقوں میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا احساس دیر تک باقی رہے گا۔

وہ بلند پایہ محقق، مصنف، خطیب اور مدرس تھے۔ ان کے شاگردوں میں بیشمار علماء وفضلاء شامل ہیں۔

حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ کی روح محبت رسول اور عشق صحابہؓ سے معمور تھی۔ چنانچہ ان کی علمی وتبلیغی سرگرمیوں کا مرکزی نقطہ ناموس رسالت اور عظمت صحابہ کا تحفظ اور دفاع تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں رفض وبدعت کے خلاف بیسیوں مناظرے کیے اور ہر جگہ صداقت وحقانیت اسلام کا پرچم بلند رکھا۔

آپ کی نماز جنازہ ۲۷ مئی کو کوٹ ادو میں حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی تبلیغی واصلاحی خدمات کو بلندی درجات کا ذریعہ بنائے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ ماہنامہ خدام الدین

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ

حضرت کی وفات کے دنوں آپ پابند سلاسل تھے جیل سے خط لکھا پھر رہائی کے بعد کوٹ ادو تشریف لائے اور زبردست انداز میں حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا

خان صاحب نے فرمایا شرک وبدعت کے خلاف آپ کا تقریری وتحریری جہاد رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔

امام اھل السنة حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاریؒ

اپنی ایک تحریر میں رقم طراز ہیں۔

سن وسال تو مجھے یاد نہیں البتہ ابھی میں لاہور میں ہی تھا کہ بھکر میں تنظیم کی

طرف سے جہاد کانفرنس منعقد کی گئی جس میں حضرت قریشیؒ تشریف لائے اور ان کی تقریر بڑی کامیاب رہی۔ پھر تنظیم ہی ان کا اوڑھنا بچھونا بن گئی اور تنظیم کے لئے انہوں نے جو کام کیا شاید وہ ہم میں سے کسی سے نہ ہو سکا۔

ان کی پوری تبلیغی زندگی ایک اہم واقعہ تھی گرمی سردی بارش بیماری گھریلو ضروریات کوئی چیز ان کی تبلیغی جدوجہد میں حائل و مانع نہ تھی۔ چنانچہ آپ اللہ کو پیارے بھی دوران تبلیغ ہوئے۔

صدر الافاضل فخر الاماثل استاذ المناظرین علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ

سے جب (پہلی مرتبہ ۱۳۹۹ھ سوانح حضرت قریشیؒ شائع ہو رہی تھی) پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

✪ ہمیشہ نظریات وخیالات میں حضرت قریشی صاحب اور میں یک جان دو قالب تھے۔

✪ لین دین کے معاملہ میں نہایت محتاط تھے میں نے اس صفت میں ان کو بہت اعلیٰ مقام پر دیکھا۔

✪ حضرت قریشیؒ کے زمانہ میں جماعت کے لیے ایثار و قربانی آپ سے بڑھ کر کسی نے نہیں کی۔

متکلم اسلام بحر العلوم مناظر اسلام حضرت العلامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ

اخی فی اللہ حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ نقشبندی بھی ان خوش قسمت

حضرات میں سے تھے۔جن پر شریعت کے نور بصیرت کے ساتھ ساتھ طریقت کی حقیقت بھی کھلی تھی۔

جب مرکز میں سکندر مرزا اور مغربی پاکستان میں مظفر علی قزلباش کی حکومتیں تھیں۔علماء تنظیم پر کڑی پابندیاں لگ رہی تھیں ان کے خلاف مقدمے کھڑے کیے جا رہے تھے۔

ان کڑے حالات میں جن حضرات نے خلفاء راشدین کے خلاف تبرا کی زبان روکنے کے لئے ملک بھر میں طوفانی دورے کئے اور اہل السنّت مسلمانوں کے عقائد ونظریات کے گرد دن رات حفاظت کے پہرے دیئے ان میں علامہ دوست محمد قریشیؒ کا نام تاریخ میں ہمیشہ سنہری الفاظ میں لکھا جائے گا۔

راقم الحروف اور مولانا موصوف پندرہ سال تحفظ ناموس صحابہ کی محنت میں اکھٹے کام کرتے رہے بحیثیت ایک عالم اور رفیق کے میں نے ہمیشہ آپ کو صاف گو اور صاف دل دوست پایا۔

ان کے علاوہ

- قطب الاقطاب مرشد کامل خواجہ حضرت مولانا محمد عبدالمالک صاحب نقشبندیؒ
- قائد اہل السنۃ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب امیر خدام اہل السنۃ پاکستان
- شیخ الحدیث مولانا علی محمد صاحب کبیر والا
- استاذ الاساتذہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی ظاہر والی۔
- استاذ العلماء مولانا منظور الحق صاحب کبیر والا

✪ فاضل اجل مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل رشیدی ساہیوال

✪ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ

✪ امام الملوک والسلاطین مولانا عبدالقادر صاحب آزاد

✪ محقق اہل السنۃ حضرت شیخ مولانا محمد نافع صاحب محمد شریف جھنگ

اور دیگر اکابرین نے کوٹ ادو یا دفتر تنظیم اہل السنۃ قدم رنجہ فرما کر اظہار تعزیت و ہمدردی فرمایا

جزاہم اللہ خیر الجزاء فی الدنیا ء والا خرہ

شجرہ طیبہ

احمدؐ و صدیقؓ و سلمانؓ قاسم و جعفر دگر

بایزید و بو الحسن بو القاسم خورشید خر

بوعلی بحر عطا بو یوسف ابرکرم

عبدالخالق عارف و محمود شاہ دا دگر

حضرت علی بابا سماسی پس کلال ونقشبند

پس علاؤالدین یعقوب آں مہ چرخ ہنر

شیخ ما احرارو زاہدہم حضرت درویش

فیض مرشد خواجگی باقی بود در بحر وبر

پس مجدد حضرت معصوم وسیف الدین بود

بعد ازاں نور محمد نور رب خواہی اگر

سید جانانجاں دہلوی شاہ بو سعید
زاں سپس احمد سعید آں راز دان خیروشر
پس جناب دوست محمد آں امام الاولیاءؒ
خواجہ عثمان وصفش زانچہ گویم بیشتر
پس سراج الدین محمد آفتاب نقشبند
خواجہ ابراہیم را حافظ قرآن شمر
پس قریشی ماقریشی فضل علی آں پیر ما
عبدالمالك پیر کامل تابع خیر البشر
عرض میدارد قریشی دوست محمد پر خطا
بر معاصی می شود نظر کرم شام وسحر
رحم کن برحال ما اے خدائے لم یزل
خواستگار عفو شد درگاہ تو محمد عمر

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں شریعت کا مقام و حیثیت (ازکشف الحقیقۃ)

وعمل صوفیاء در حلت و حرمت سند نیست ہمیں بس است کہ ایشاں را معزور داریم وملامت نکنیم و ا مرایشاں رابحق سبحانہ وتعالٰی مفوض داریم واینجا قول امام ابوحنیفہ وابو یوسف ومحمد معتبر است ،نہ عمل ابو بکر

شبلی وابی حسن نوری مکتوبات دفترنمبر۱ مکتوب (۲٦٦)

اورصوفیوں کا عمل حلت وحرمت میں سندنہیں صرف یہی کافی ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ملامت نہ کریں اور ان کا معاملہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کریں یہاں تو امام اعظمؒ اورصاحبین کا قول معتبر ہے نہ حضرت شبلی اور نہ حضرت نوری کا،

یہاں سے ان لوگوں کا رد ہوگیا جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کو بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں سمجھیں گے نہ کہ تفسیروں کی روشنی میں ایسا گروہ چندسالوں سے پیدا ہو چکا ہے جو نہ مفسرین کی بات مانتے ہیں اور نہ محدثین کی۔

ان کے مذہب ان کی ملت ان کے تخیل کا مدار پیر کا ملفوظ ہے حالانکہ عقائد کے سلسلے میں نہ ملفوظ قابل قبول ہے اور نہ دیوان عقائد ثابت ہوں گے تو اللہ کے کلام سے عمل ثابت ہوگا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ہر وہ چیز جو ان کے مخالف ہو ہمارے سلسلے میں مردود ہے۔

حضرت مجدد رحمة الله عليه كا دوسرا ارشاد

کلام محمد ﷺ عربی در کاراست نه کلام محی الدین عربی مارا بنص کا ریست نه بفص فتوحات مدنیه از فتوحات مکیه مستغنی ساخته است۔(دفتر نمبر ا مکتوبات نمبر ۱۰۰)

ہمیں حبیب کبریا کا کلام درکار ہے نہ کلام محی الدین کا ہمیں نص سے کام ہے، فص (جو کہ ابن عربی کی تصنیف ہے) سے سروکار نہیں ہے فتوحات مدنیہ نے فتوحات مکیہ ابن عربی سے مستغنی کردیا ہے۔

یہ قول حقیقت میں وحدت الوجود کی تردید میں کہا گیا ہے، جو مخلوق کو عین خدا تصور کرتے ہیں۔

حضرت مجدد صاحبؒ اس کے سخت مخالف ہیں، اور فرماتے ہیں یہ گمراہی ہے، اور یہ محال ہے کہ انسان ایسے مقام پر پہنچ جائے کہ عین خدا بن جائے العیاذ باللہ جاہل لوگ ایسے لوگوں کو صوفی کہتے ہیں، حالانکہ تصوف کی حقیقت کے خلاف ہے۔

اس لئے ہمارے نزدیک فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ کا معنی فنا فی اوصاف الشیخ ہے، اور فنا فے اوصاف الرسول اور فنا فے صفات اللہ ہے، نہ کہ کچھ اور۔

ہمچوں صوفی درلباس صوف باش
باصفت ہائے خدائے مو صوف باش

سلسلہ نقشبندیہ کے ابتدائی اسباق

لطیفہ قلب

لطیفہ قلب کا فعل ذکر ہے۔اور ذکر سے مراد یاد الٰہی ہے۔

لطیفہ روحی

لطیفہ روحی کا فعل حضور ہے۔اور حضور سے مراد کانك تراہ یاعلی سبیل التصور ہے۔

لطیفہ سری

لطیفہ سری کا فعل مکاشفہ ہے اور مکاشفہ محبوب کا کامل انکشاف ہے عالم مثال میں کیونکہ علم ادراک میں ممتنع ہے ،لَا تدرکه الاَبْصَار وھُو یُدْ رِكُ الْاَبْصَارَ ۔

لطیفہ خفی

لطیفہ خفی کا فعل شہود ہے۔اور شہود کا نتیجہ غایت فریفتگی ہے۔

خدا نصیب فرمائے

لطیفہ اخفی

لطیفہ اخفی کا فعل معاینہ ہے۔اور فناء الفنا ہے جسے حاصل ہو جائے۔

تعلق لطائف

پانچ لطائف کا تعلق عالم امر سے ہے اور عالم امر کا مقام اوپر ہے اور عالم

خلق کا مقام نیچے ہے۔

جب انسان لطائف پر ذکر اللہ کو جاری کرتا ہے وہ باعتبار تعلق عالم بالا کی طرف پرواز کرتے ہیں۔

❶ عالم خلق کے لطائف یا جسم کثیف طیرانیت سے مانع ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان یعنی سالک ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے۔

❷ یا اس انڈے کی طرح جس میں شبنم بھردی گئی ہو اور اسے پورا بند کردیا گیا ہو اور اسے دھوپ میں رکھ دیا گیا ہو تو وہ اچھلتا ہے۔

اسی طرح اللہ والے پر جذب وانجذاب کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

لطیفہ روحی کو لطیفہ قلب پر محمول کیا جائے۔اسی میں حب الٰہی کا تبدل بعشق الٰہی ہو جاتا ہے۔

انوار کا نظر نہ آنا

جس طرح بعض سالکین کو اختلاف طبائع یا فقدان قوت توجہ یا قرب و بعد شیخ یا استعداد عدم استعداد کے باعث انوار نظر آتے ہیں۔اس طرح بعض کو نظر نہیں آتے،تو سالک کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ لطائف سرے سے جاری نہیں ہوئے۔

اس لئے کہ کسی کے لطائف جہری طور پر چلتے ہیں۔اور کسی کے خفی طور پر۔

جن کے جلی طور پر چلتے ہیں ان کو لطائف کی دھڑکن محسوس ہوتی ہے اور جن کے سری چلتے ہیں ان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

چنانچہ بعض اللہ والے بے ذوق ہو جاتے ہیں۔ان کی خدمت میں عرض

ہے کہ مقصد خدا کی رضا کا حصول ہے۔اور اصلاح نفس ہے،اگر یہ دونوں نعمتیں حاصل ہیں تو مقصد حاصل ہے۔

شیخ کی کثرت توجہ کی ضرورت ہے۔علی سبیل الالتزام کئی ہفتے شیخ کی خدمت میں رہے۔جب وہ اجازت دیں تب واپس ہو۔مگر حق یہ ہے کہ جن کو لذت و سرور حاصل ہورہا ہے ان کو تنخواہ بروقت مل رہی ہے۔اور جن کو یہ کیفیت حاصل نہیں ان کے لئے اجر جزیل خزینہ خداوندی میں جمع ہورہا ہے۔

پہلا سبق

لطیفہ قلب

مقام سینہ میں بائیں طرف پستان کے نیچے

مراقبہ کا طریقہ

بعد نماز عشاء خاموشی کے ساتھ اس نیت سے بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے دل میں آرہی ہے اور میرا دل اللہ اللہ کررہا ہے۔

ابتداءً دس منٹ بعد ازاں تیس منٹ تک مراقبہ کریں۔

یومیہ تسبیحات

1. بعد نماز فجر درود شریف (۱۰۰) مرتبہ
2. بعد نماز ظہر کلمہ شہادت (۱۰۰) مرتبہ
3. بعد نماز عصر تیسرا کلمہ (۱۰۰) مرتبہ

4 بعد نماز مغرب لا حول و لا قوة الا باللہ العلی العظیم (۱۰۰) مرتبہ

5 بعد نماز عشاء استغفار (۱۰۰) مرتبہ

دوسرا سبق

مراقبہ لطیفہ روح

مقام سینہ میں دائیں طرف پستان کے نیچے۔ طریقہ حسب سابق۔ اس سبق میں کم از کم اکتالیس ایام میں پچاس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھیں

تیسرا سبق

لطیفہ سری کا مراقبہ ھے

مقام سینہ میں بائیں طرف پستان کے اوپر

طریقہ حسب سابق اس میں کم از کم اکتالیس ایام میں پچاس ہزار مرتبہ استغفار پڑھیں۔

اس میں ذکر آہستہ آہستہ چلتا محسوس ہوتا ہے۔ زیادہ مراقبہ کرنے والوں کو بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

اس مراقبے میں اصلاح حرص ہوتی ہے۔

اگر پہلے انسان حریص تھا تو اب حرص مال نہیں رہے گا۔ حرص کے ازالہ کے لئے ذیل کے جواہرات ملاحظہ فرمائیں

ویل لکل ھمزة لمزة الذی جمع مالا و عددہ یحسب ان

مـاله اخلده كلا لينبـذن فـى الحطمة وما ادرٰك مالحطمة نار الله الموقدة التى تطلع على الافئده ۔

(القرآن پ۳۰)

خرابی ہے ہر طعنہ دینے والے عیب چننے والے کی جس نے سمیٹا مال اور گن گن کر رکھا خیال کرتا ہے کہ اس کا مال سدا کو رہے گا اس کے ساتھ ہرگز نہیں وہ پھینکا جائے گا اس روندنے والی میں، اور تو کیا سمجھا روندے والی، ایک آگ ہے۔ اس کی سلگائی ہوئی وہ جھانک لیتی ہے دل کو

انما الدنيا فناء ليس للدنيا بقاء۔

دنیا فنا کا نام ہے اس کو بقا نہیں

انما الدنيا وما فيها كنسج العنكبوت

دنیا اور دنیا کی چیزیں مکڑی کا جال ہیں

ليس فيها عيشة والعيش عيش الاخرة

دنیا کی کوئی زندگی نہیں زندگی تو آخرت والی ہے

كل اهل العيش ميت كل ميت فى التابوت

یہاں کا ہر زندہ مردہ ہے اور ہر مردہ تابوت میں ہے۔

دنیا اور دنیا داری اور مال اور حب مال متجاوز عن الحد مذموم ہے۔ جب تک یہ مرض نہ جائے تب تک وصف سخاوت سے متصف نہیں ہوتا۔ جو کہ انبیاء، اولیاء، اتقیاء کا زیور ہے۔

چوتھا سبق

لطیفہ خفی کا مراقبہ ہے

حسب طریق اس پر فیض کا انتظار کرے اور اسم ذات کی ضرب لگائے

عارف کو چاہیئے کہ سالک کو حسب ذیل وظیفہ بتلائے۔

یالطیف ادرکنی بلطفك الخفی۔

ہر نماز کے بعد اس دعا کو ایک سو مرتبہ پڑھے۔

اس مراقبے میں کامیابی کی نشانیاں دو ہیں۔ایک تو یہ کہ مقام خفی پر خفی یا جلی طور پر حرکت محسوس ہو۔

دوسری یہ کہ دو بیماریوں کی اصلاح ہوجائے ❶ حسد ❷ بخل

جب ان دونوں بیماریوں سے نجات حاصل ہوجائے گی تو سالک متصف بالاخلاق النبویہ ہوجائے گا۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

پانچواں سبق

لطیفہ اخفیٰ کا ہے

وسط سینہ میں توجہ کرکے فیض کے انتظار میں بیٹھ جائے جو کچھ ثمرات ظاہر ہوں گے سالک کو اسی کی بدولت ہوں گے۔

سالک کو اس لطیفے کے طے کرتے وقت

✪ قرآن مجید کی تلاوت مزید در مزید کرنی چاہیئے

✪ عشاء کے بعد صلوٰۃ التسبیح پڑھنی چاہیئے۔

✪ بعداز صلوٰۃ التسبیح ،سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کی تسبیح سو سو مرتبہ تو ضروری ہے۔البتہ اس سے زیادہ پڑھ کر لطیفہ اخفی پر مراقبہ کرے تو بہتر ہے۔

اور سب سے بہتر یہ ہے کہ

✪ تہجد کی آٹھ رکعتیں پڑھ کر اس لطیفے پر مراقبہ کرے۔

✪ دن میں ادائے سنت اور احتراز عن السیئات والبدعات کو لازم پکڑ لے۔

✪ نماز آرام سے ادا کرے۔

✪ اخلاق حسنہ سے پیش آئے۔

✪ غصے کو دل سے نکال دے۔

اگر ان شرائط پر عمل نہ ہوا تو سبق کچا رہ جائے گا اسی پر تتمہ ہے لطائف عالم امر کا نیز اس کے طے ہو جانے کی علامت یہ ہے بوقت مراقبہ دھڑکن پانچوں لطیفوں پر یکبارگی محسوس ہو پھر اسی پر اترانا نہ چاہیے کہ سلب کا خوف ہے۔خدا تعالی سب کو محفوظ فرمائے۔اس لطیفے کے طے کرنے سے تکبر مٹ کر عجز و نیاز کی عادت پڑ جاتی ہے۔

چھٹا سبق

لطیفہ نفس کا مراقبہ ہے

سلسلہ نقشبندیہ پر نفس کا مقام وسط پیشانی میں ہے۔اس کو لوح محفوظ کے

ساتھ ملا کے مراقبہ میں فیوضات ربانی کا انتظار کرے یہ لطائف عالم خلق کا پہلا لطیفہ ہے اور لطائف سبعہ کے لحاظ سے چھٹا لطیفہ ہے۔

سلسلہ قادریہ میں اس کا مقام متصل ناف ہے اگرچہ بظاہر بُعد معلوم ہوتا ہے لیکن ارباب عرفان کے نزدیک مبداء اور منتہی کا فرق ہے ورنہ اصحاب کشف کے نزدیک ہر دو مقام نفس کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

اس پر نزول فیض کی علامت یہ ہے، کہ بوقت مراقبہ میٹھا درد محسوس ہوتا ہے بعض کو پیشانی سے انوار نکلتے نظر آتے ہیں۔

اصلاحی نکتہ

اس میں کمال یہ ہے کہ نفسانیت سرکشی مٹ جائے اور نیازمندی کا مادہ پیدا ہو جائے ذکر میں ذوق شوق بڑھ جائے۔

ساتواں سبق

سلطان الاذکار کا مراقبہ ہے

اس مراقبے میں ہر ہر بال، اور اعضاء کی، ہر ہر جز سے ذکر جاری ہو جائے اور حالت یہ ہو جائے کہ جس طرح ایک آدمی بیٹھا ہوا ہو اور باغ کے ہر درخت اور درخت کی ہر ٹہنی پر قمریاں بیٹھی ہوئی ہوں اور ھــو ھــو کر رہی ہوں اور وہ سن کر مزے لے رہا ہو۔

اسی طرح ذکر کرنے والا جب سلطان الاذکار کے مراقبے تک پہنچتا ہے تو اس کا ہر ہر بال اور ہر عضو مصروف ذکر ہو جائے۔ خدا تعالی سب کو نصیب فرمائے

مراقبے سے پہلے استغفار اور اللھم انت مقصودی ورضاءك مطلوبی پڑھ کر مراقبہ کرے۔

ربط ونسق

اب تک تو سالک کے بعض اجزاء پر فیض خداوندی کی انتظار کی گئی تھی۔اب عارفین نے وہ سبق تجویز کیا ہے جسے سانس کے ذریعے کیا جاتا ہے تاکہ ظاہر و باطن میں ذکر خداوندی جاری وساری ہوجائے۔تاکہ نہ ظاہر محروم رہے اور نہ باطن اور فیوضات کے نور سے معمور ہوجائے۔

آٹھواں سبق

طریقہ نفی اثبات

از شاہ غلام علی صاحبؒ دہلوی

ذکر نفی اثبات طریقش آنکه اول نفس خودر ازیر ناف بند کند پستر بکام چسپاند و بزبان خیال کلمه لا را ازناف تادماغ برساند لفظ الله بر دوش راست فردو آورده لفظ الا الله بردل ضرب کند بوجهکه اثر ذکر لطائف خمسه رسد و محمد رسول الله رادر وقت نفس گذاشتن بخیال بگوید (ایضاح الطریقة)

ذکر نفی اثبات کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سانس کو ناف کے نیچے روکے پھر زبان کو تالو سے لگا کر بزبان خیال کلمہ لا کو ناف سے دماغ تک پہنچائے، لفظ الـلـه کو دائیں کندھے کے راستے نیچے لائے لفظ الا الـلـه کی ضرب دل پر ایسے طریقہ سے لگائے کہ

اس کا اثر پانچوں لطائف تک پہنچے اور سانس لیتے وقت خیال میں محمد رسول اللہ کہے۔

یادرھے

کہ صرف لا الہ الا اللہ کے حروف کا تکرار مقصود نہیں بلکہ معنی کا لحاظ کر کے ورد ذہنی کرے تب فائدہ ہوگا ورنہ نہ ہوگا۔

پہلے پانچ مرتبہ بیک سانس شروع کرے اسی طرح آہستہ آہستہ بڑھاتا جائے تا کہ اکیس مرتبہ بیک سانس ذکر لا الہ الا اللہ کا کرلے اور اس کا اثر ایک تو یہ ہے کہ جملہ لطائف میں حدت (تیزی) پیدا ہو جائے۔

یہ عاجز جب مکہ معظّمہ میں فریضہ حج ادا کرنے گیا اور مدینہ منورہ میں روضۂ مقدسہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوا اور تمام اسباق طریقت اور حل مقامات عسیرہ کے سمجھنے کے لئے باجازت حضرت شیخ الطریقت حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ حضرت رئیس العارفین واقف اسرار حقیقت و معرفت حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ نفی اثبات میں حبس دم ضروری نہیں ہے۔ اگر سالک کو تکلیف ہو تو بغیر حبس دم کے بھی نفی اثبات کرسکتا ہے۔

بڑی مدت کے بعد مقامات فضلیہ مرتبہ فخر نقشبند حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب زید مجدہ مجددی آف کراچی دیکھنے کا موقع ملا۔ تو اس میں حسب ذیل ارشاد موجود ہیں۔

اگر کسی کو سانس روک کر ذکر کرنا تکلیف دے تو بغیر سانس روکے کریں اور گرمیوں میں حبس دم سے یہ ذکر نہ کریں۔

ضروری عرضداشت

اس میں کامیابی کے لئے حسب ذیل دعا بعداز صلوٰت خمسہ پڑھا کرے۔

اللھم طھر قلبی عن غیرك و نور قلبی بنور معر فتك یاالله یاا لله یاالله اللھم نور قلبی بنور عرفانك کما نورت السماء بالشمس بنور قدر تك پڑھے۔

انشاءاللہ فائدہ تامہ حاصل ہوگا۔ مجرب ہے

نفی اثبات کرتے وقت جملہ کائنات کی نفی اور خدا تعالی کی ذات کے اثبات کا تصور کرے۔

لا مقصود الاھو **لا موجود الا ھو**

لا مسجودا لا ھو **لا مطلوب الا ھو**

لا معبود الا ھو

یعنی خدا تعالیٰ کے بغیر نہ میرا کوئی مقصود ہے۔

اور نہ کوئی اپنی شان کے مطابق ہر جا حاضر ناظر ہے۔

اور نہ کوئی سجدے کے لائق ہے۔

اور نہ اس کے بغیر کوئی میرا مطلوب ہے۔

اور نہ کوئی عبادت کے لائق ہے۔

اگر مقصود ہے تو صرف وہی۔

اگر کوئی حاضر ناظر ہے تو صرف وہی۔

اگر کوئی سجدے کے لائق ہے تو صرف وہی۔

اگر کوئی کائنات کا مطلوب ہے تو صرف وہی۔

اگر کوئی عبادت کے لائق ہے تو صرف وہی۔

جیسے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کو بدیں اشعار نظم کیا ہے

یقین دانم دریں عالم کہ لا مسجود الا ھو

ولا موجود فی الکونین ولا مقصود الا ھو

جس کا ترجمہ بھی دیوان باہو میں بدیں الفاظ کیا گیا ہے۔

نال یقین کمال مکمل اے گل ثابت ہوئی

دوہیں جہاناں حاضر ناظر اللہ باجھ نہ کوئی

جب انسان اس مقام کو طے کر لیتا ہے تو اسے مقام فناء حاصل ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

پاس انفاس کو اس قدر بڑھایئے کہ ذکر بلا قصد اختیار ہر وقت ہونے لگے اور اس کے بعد ذکر قلبی کے جریان تک نوبت پہنچ جائے۔ اور ترقی سلوک کا راستہ کھل جائے، تاخیر نہ کریں اتباع سنت کا ہر سکون و حرکت میں لحاظ رکھیں (مکتوبات صفحہ ۱۱)

فائدہ

پاس انفاس اور نفی اثبات ایک ہے صرف نمبر دو تصور خیال سے کیا جاتا ہے

اور پاس انفاس زبان سے کیا جاتا ہے، جہراً اور اگر سراً ہو تو تہلیل لسانی ہے۔

فنا کے اقسام

(بحوالہ ورد المعارف صفحہ ۵۱)

فرموده اند که فنا عبادت است از گم شدن خصائل رذائل حضرت جیلانی فرموده فنا،سه قسم است ۔

یکے فنائے خلق یعنے از خلق امید بیم ندارد ۔

فنا کا معنی ہے خصائل رذائل کا گم ہو جانا، حضرت جیلانیؒ نے فرمایا کہ فنا تین قسم کا ہے۔ ایک فنا خلق از خلق کہ خلق سے امید بیم نہ رکھے۔

دوم فنائے ہو ا یعنی آرزو ازغیر حق دردل نماند

دوم فنائے ہوا۔ غیر حق سے دل کٹ جائے۔

سوم فنائے اراده که هیچ اراده دردل باقی نماندوفنائے ھواموافق اصطلاح مجددیه د ر سیر لطیفه قلب که عبادت تجلی افعال میسر گرد دوفنائے اراده در لطیفه نفس ۔

تیسرا فنائے ارادہ۔ کہ کوئی ارادہ دل میں نہ بسے ،فنائے ہوا مجددیہ کی اصطلاح میں لطیفہ قلب میں تجلی افعال کی میسر ہوتی ہے اور فنائے ارادہ حاصل ہوتا ہے لطیفہ نفس میں۔

خلاصہ یہ کہ

تصوف چاہتا ہے کہ اعمال بد بھی گم ہو جائیں، غیر اللہ سے آرزوئیں بھی ختم

ہو جائیں خدا کی رضاء کے علاوہ کوئی ارادہ بھی نہ رہے۔

اب لایئے ان صوفیوں کا تصوف جو صوفی کہلا کر غیر اللہ کے عشق میں گرفتار ہیں، جن کو شرعاً دیکھنا ناجائز ہے، ان کے عشق میں گرفتار رہو کر خدا تعالی کو ملنا چاہتے ہیں۔ قد ضلو ا فاضلو .

خشت اول چوں نہد معمارکج

تا ثر یا مے رود دیوارکج

قلب ہواؤ ہوس کا شکار ہے اور مل رہے ہیں رب غفار کو

(ایں خیال است ومحال است وجنوں)

بھلا ہارمونیم طبلے اور سارنگیوں سے خدا ملتا ہے۔

خدا تو جہاد بالنفس سے ملتا ہے۔

تلاوت کلام اللہ سے ملتا ہے۔

ذکر الٰہی عشق خداوندی محبت رسول مقبول اوران کی اتباع سے ملتا ہے ورنہ۔

ترسم کہ نرسی بکعبہ اے اعرابی

کیں راہ کہ مے روی بترکستان است

حضرت مولانا حسین علیؒ صاحب رئیس الموحدین نے فرمایا

نفی الشریک باثبات التوحید یعنے نفی اثبات میں شرکاء کی نفی کا تصور کیا جائے اور توحید کا اثبات کیا جائے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا

نفی صفات المذمومہ باثبات الخصال المحمودۃ یعنی صفات مذمومہ کی نفی کی جائے اور صفات محمودہ کا اثبات کیا جائے۔

بعض عارفین نے فرمایا ہے۔نفی غیر الحق باثبات الحق۔یعنی غیر الحق کی نفی کی جائے اور حق کا اثبات کیا جائے۔

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانویؒ کا جامع بیان

شریعت وطریقت صفحہ ۳۴۹ پر موجود ہے۔

فنا دو قسم کا ہے۔ ❶ فنائے واقعی ❷ اور فنائے علمی۔

فنائے واقعی

یہ کہ افعال ذمیہ ملکات ردیہ زائل ہوجائیں۔

مثلاً ظاہر معاصی چھوٹ جائیں،قلب سے حب غیر اللہ حرص طول امل کبر عجب ریا وغیرہ سب نکل جائیں۔اس کو فنائے واقعی کہتے ہیں،کہ اس میں جو چیز زائل ہوئی ہے،یعنی افعال وملکات رویہ وہ واقع میں فنا ہوگئی ہیں بخلاف دوسری قسم کے جیسے کہ عنقریب آتا ہے۔اور اس کو بعضے فنائے حسی بعضے فنائے جسمی کہتے ہیں۔

فنائے علمی یہ کہ غیر اللہ اس کے قلب سے مرتبہ علم میں نکل گیا ہے یعنی اس کو غیر اللہ سے تعلق علمی نہیں رہا،بایں معنی کہ جیسا التفات واستحضار غیر کا پہلے تھا وہ نہ رہا،

بلکہ ملکہ یادداشت کا راسخ ہو گیا، اور غیر سے ذہول ہو گیا۔

پھر اس کے مراتب حسب استعداد سالک مختلف ہوتے ہیں، حتی کہ کسی کو استغراق محض ہوتا ہے، کسی پر سکر کا غلبہ ہوتا ہے، کوئی مجذوب محض ہوتا ہے، کوئی پھر بعض احوال کی تکمیل کے لئے یا دوسروں کی تکمیل کے لئے علم بالاشیاء کی طرف عود کرایا جاتا ہے۔ یہ علم بالاشیاء کماوکیفاً وغایۃً مختلف ہوتا ہے، اس حالت کو بقا کہتے ہیں۔

اس عاجز کے نزدیک نفی سے نفی ماسوائے اللہ کی کرے، اور اثبات سے اثبات صرف اللہ کا تصور کرے، وہ اس لئے کہ جب سب کائنات عدم ہی عدم ہے تو وجود ذات خدا کا ہی رہے گا۔

اگر قرآن مجید کی آیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایسی آیتیں مل جاتی ہیں جہاں لا و الا کا ذکر ہے۔ یعنی لا کے ساتھ نفی کی گئی ہے۔ اور الا کے ساتھ ثبوت کیا گیا ہے۔ سو ان آیات سے جو مستفاد ہو گا وہی نفی اثبات کا مفہوم ہو گا۔

جیسے الا تعبدو ا الا ایاہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اسی ایک ذات کے۔

لا یعلم من فی السمٰوٰت و الا رض الغیب الا اللہ

لا تسجد و اللشمس ولا للقمر واسجد واللہ ۔

یہ اور اس قسم کی ساری آیات نفی اثبات کے مفہوم کی شارح اور بیّن ہیں۔

هذا هو الحق

مکتوبات گرامی

مکتوب گرامی بنام مولانا محمد عبدالمجید صاحب چوک سرور شہید

من الاحقر الی حبی مولانا محمد عبدالمجیدزاد الله مجده

السلام علیکم و رحمة الله و برکاته

وصل مکتوبکم العزیز بعد الانتظار الشدید وصار سبباً للفرحة والسرور۔

الحمد لله الذی اوصلکم الی الکعبة المقدسة بسلامة وعافیة فتقبل الله مساعیکم الجمیلة ووصولکم الی المدینة المنورة والزیارات المکرمة وجعلکم فائزین باالمرام وجعل قلوبکم مهبطاًللانوار الخاصة الممتازة آمین۔

وعلیکم باالتقوی والطهارة والالتزام باالتلاوة والذکر فی جمیع الاوقاة وترك الجدل والهزل وعلیکم بالعجز والمسکنة والادب والشغل فی الطواف سواء کان بیت الله فارغاً اومحاطاً باالحجاج والحضور فی حضرت سیدنا البنوری مدظله (قدس سره العزیز)ان جاء فی میقات الحج وایا مه والا فی حضرت مولانا عبدالرحمن النقشبندی خارج باب المجیدی و بلغ منی السلام الیٰ شیخنا واستاذ نا البنوری زیده مقامه و مولانا خیر محمد الشیخ الکامل فی الظاہر والباطن رحمة الله

رحمة واسعة (مؤلف)

وعليك المجالس باالمشائخ النقشبنديه ويعلم هذا بامعان النظر اوالتفتيش من الناس وارقب مراقبة طويلة فى كل يوم تحت اوحذاء ميزاب الرحمة فانها اكسير نزول الرحمة وفى المدينة المطهرة والبقعة المقدسة راقب وانتظر رحمة الله بواسطة قلب النبى صلے الله عليه وسلم مرة بعد اخرى علىٰ ترتيب اللطائف ثم بعده على الهئية الوجدانى اى على جميع اللطائف جملة واحدة

ولاحظ حديث سيد المرسلين فان لم تبكوا فتباكو اوبلغ منى السلام الىٰ والدك المكرم وقل له انى ادعولكم وارجومنكم الاتنسونى وولدى بدعواتكم الصالحة الخاصة فى اوقاتكم المخصوصة

فتقبل منى ومن ابنى وفوادى عمر السلام تقبل الله عمره وعمله فى حضرته والسلام مع الاكرام ،

فقير دوست محمد قريشى (رحمة الله عليه)

مکتوب گرامی بنام مولانا خدابخش ربانی چوک سرور شہید

بسم الله الرحمن الرحيم

يا ولد اصلح الله حالك ونورالله بنور المعرفة بالك۔ الدنيا فان ۔والعقبى باق ۔

ليس بجاهل الذى لا يعلم علم الكتاب بل الجاہل الذى لا يعلم اسرار رضاء الله ۔استعيذ بالله من علم لا ينفع ومن عمل لا يرفع ان العابد الذى صلى وكان مشغولا فى خيالاته الواہية۔كرما د ذہبت به الريح

عليك بتقوى الله فى السرو العلن ليحصل لك فى الدنيا والا خرة السرور والامن ۔

لا تتعلم لجلب المنافع الفانية بل لتجد الثمرات الباقية الموت سبب راحة للذى يشتاق لقاء الله والموت عذاب للذى لا يبالى الىٰ رضاء الله وارجو منك الا تنسانى فى دعوتك الخاصة فى الاوقات الخاصة سراًوجهراً

يلوح الخط فى القرطاس دهراً

وكاتبه رميم فى التراب

القرشى دوست محمد غفر له الصمد

كتبت هذه النصائح لحبى المولوى خدا بخش سلمه الله

مکتوب گرامی بنام مولانا محمد عبدالمجید صاحب چوک سرور شہید

رفیع الوقر عزیز القدر حضرت مولانا فاروقی صاحب زید مجدہ

محترم ۔ وظایف و اوراد پر استقلال و استمرار سے جس طرح خدا تعالیٰ سے وفا ہے اسی طرح شیطان سے مقابلہ ہے ۔ کیونکہ شیطان قلب کو توجہ الی اللہ سے روکتا ہے اور پروردگار عالم اپنی طرف متوجہ فرماتے ہیں ۔

تکاسل و تساہل کا پوری جرأت سے مقابلہ کیجئے ۔ نظر بر قدم رکھیئے تا کہ نگاہ بھی محفوظ رہے اور خلاف شریعت قدم بھی نہ اٹھنے پائے خلوۃ در انجمن اپنا شعار بنایئے جتنا مجمع ہو اپنا خیال محض خدا تعالیٰ کی رحمت کی طرف مبذول رکھیئے ۔ سفر در وطن کا تخیل دماغ میں مرکوز رہے تا کہ قلب وغفلت شعار نہ بننے پائے ۔

جوابی لفافہ میں تصریح کیجئے کہ بوقت ذکر و مراقبہ قدرے توجہ الی اللہ ہوتی ہے یا نہ ۔ نماز میں اگر دیر ہو جائے تو قلب متأثر بالتأسف ہوتا ہے یا نہ ۔ زیادہ ہنسنے ہنسانے والے اگر مل جائیں تو طبیعت متنفر ہوتی ہے یا نہ؟

اپنے اساتذہ کرام کو سلام مسنون

طالب دعا

فقیر دوست محمد قریشی عفی عنہ

مکتوب بنام مولانا عبدالمجید صاحب چوک سرور شہید

سلام مسنون

آج کل آپ دورہ حدیث شریف میں مشغول ہیں اور وظائف نیز ذکر اذکار لسانی سے معذور ہیں لیکن ذکر قلبی سے تو کوئی چیز حاجز اور مانع نہیں

دائم ہمه جا باہمه کس در ہمه کار

دیدار نهفته چشم دل جانب یار

قلب کو ہر وقت متوجہ الی اللہ رکھیں اور اس کی حرکت مستمرہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انا عند ظن عبدی بی کے پیش نظر قلبی توجہ سے اللہ اللہ کیا کریں تا کہ غفلت ہٹ کر یاد الٰہی مضغہ قلب کے وسط میں متمکن ہو جائے

يك چشم زدن غافل ازاں ماه نباشی

شاید که نگاه کند آگاه نباشی

(۲) صبح شام مراقبہ کے علاوہ ابھی سے ① صلوٰۃ الاوابین ② صلوٰۃ تہجد ③ صلوٰۃ التسبیح اور اشراق کی عادت ڈال لیں اور بعد ازاں فراغ مشکل ہے اطال اللہ عمرك لیکن عمر کسی کی جاویدانی نہیں اپنے پیر بھائیوں سے وقتاً فوقتاً محبت سے مل لیا کریں۔

فقیر دوست محمد قریشی عفی عنہ 7/5/63

مکتوب گرامی بنام ملک محمد نور صاحب سکنہ آہیر سرخرو ضلع سرگودھا

پرسرور نور سلمہ اللہ الی یوم النشور

سلام مسنون۔ آپ کے دونوں خطوط پہنچ کر باعث مسرت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا کے لئے چن لے۔

عزیزم۔ خدا تعالیٰ کی عزت لوگوں کے قلوب سے نکل چکی ہے یہی وجہ ہے نہ خوف خدا رہا ہے نہ حب مصطفیٰ۔ بروں کی سنگت اگرچہ ایک منٹ کی کیوں نہ ہو قلب کو اس طرح سیاہ کر دیتی ہے جس طرح ستر سال کے دھونے سے سفید شدہ کپڑے کو سیاہ دیگ کے ساتھ لگا دیا جائے۔ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اور باطن کا ظاہر پر۔

آپ غنیمت سمجھیں کہ آپ سے اس ماحول میں نماز ادا ہو رہی ہے ورنہ آج کل تو نوجوانوں کا خدا حافظ جب تک کسی کامل سے ربط و تعلق نہ ہو۔ آپ جب تعلیم سے فارغ ہو جائیں گے تو انشاء اللہ چند دنوں کے وظائف سے قلب میں رقت اور نورانی کیفیت پیدا ہو جانا کوئی بعید نہیں البتہ رات کو برے خواب روکنے کے لئے حسب ذیل طریقہ عمل میں لائیں

عشاء کی نماز کے بعد سوتے وقت ایک سو دفعہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار اور ایک سو مرتبہ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** یا صرف **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** ہی سو مرتبہ پڑھ کر سینہ پر دم کر کے سو جایا کریں۔ انشاء اللہ شیطانی وسواس اور شیطانی خوابوں سے نجات ملے گی۔ حکیم عبدالمجید صاحب کو سلام مسنون۔ فقیر دوست محمد قریشی عفی عنہ

مکتوب گرامی بنام فقیراللہ وسایا صاحب

عزیزم زید مجدہ

سلام مسنون

خط مل کر کاشف حالات ہوا۔ بلا شبہ آپ نہ مل سکے اور آپ کی زبردست انتظار رہی۔

بادام روغن اصلی نو ماشہ نصف سیر دودھ میں ملا کر پینا معدے کی یبوست کو دور کرتا ہے۔ جماعت میں پابندی کے ساتھ نہ ملنے سے متعلق پڑھ کر بے حد پریشانی ہوئی بے حد افسوس ہوا بلکہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

خدا تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اس قدر تعلق کے باوجود بھی آپ میں سستی پیدا ہو گئی صبح والی تسبیحات زیادہ کر دیں اور لاحول ولا قوۃ اس تخیل سے پڑھیں کہ خدا تعالیٰ

کی رحمت کی اوٹ میں آ گیا ہوں۔ ذکر خدا زیادہ کریں تاکہ اطمینان پیدا ہو

فقیر دوست محمد قریشی عفی عنہ

مختصر تعارف

Documents\My Pictures\b3.bmp not found.

بحمد اللہ اس وقت حضرت قریشی صاحب مدظلہ کی زیر نگرانی

مدرسہ فرقانیہ دارالمبلغین وارڈ نمبر1

مدرسہ رحیمیہ دارالمبلغین وارڈنمبر 14/f

جامعہ طیبہ لبنات الاسلام وارڈ نمبر 1

اور دیگر شاخوں میں سینکڑوں طلباء وطالبات قرآن مجید حفظ وناظرہ کے علاوہ تفسیر قرآن مجید، حدیث مبارک، عربی ادب، فقہ شریف، اور اردو انگلش کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

❷ مدرسہ ایک خالص روحانی درسگاہ ہے جس میں تعلیم کے ساتھ تہذیب اخلاق پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

❸ مدرسہ میں اس وقت عملہ کے 22 ارکان نہایت ہی خوش اسلوبی سے مصروف عمل ہیں۔

❹ مدرسہ اہل حق کی ملک گیر تنظیم وفاق المدارس العربیہ سے منسلک ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ حنفی دیو بندی مسلک کا ترجمان ہے۔